



بیادگار

بیادگار جری صحافی حضرت مولانا عظیم الدین واعظ رحمۃ اللہ علیہ

دینی تعلیمی ادبی و اصلاحی رسالہ

ماہنامہ
ایس حوت
دہلی

سراپا ایثار و قربانی

صلی اللہ علیہ وسلم

MONTHLY

AAINA-E-HAQUE

DELHI

"آپ ﷺ نے اس زندگی کی چول بٹھادی، مگر اپنی زندگی اور اپنے خاندان کی زندگی کو خطرے میں ڈال کر اور اپنا سب کچھ قربان کر کے، انہوں نے اس مقصد کی خاطر بادشاہی کا تاج ٹھکرا دیا، دولت اور عیش کی بڑی سے بڑی پیش کش کو نا منظور کیا، محبوب وطن کو چھوڑا، ساری عمر بے آرام رہے، پیٹ پر پتھر باندھے، کبھی پیٹ بھر کھانا نہ کھایا، گھر والوں کو فقر و فاقہ میں شریک رکھا، دنیا کی ہر قربانی میں، ہر خطرہ میں پیش پیش اور ہر فائدہ اور ہر لذت سے دور دور، لیکن دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے جب تک کہ دنیا کو صحیح رخ پر نہ ڈال دیا اور تاریخ کا دھارا نہ بدل دیا۔" (کاروان مدینہ: ۹۲)

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

مُؤَلِّفُ

قاری محمد فاروق جامعی

دسمبر 2020

قیمت -/20 ₹



عثمانیہ بک ڈپو

USMANIA BOOK DEPOT

Near **Jamia Arabia Siraj-ul-uloom**
Rajive Nagar, Mandoli, Delhi-110093

We undertake beautiful *kitab*, attractive design and with standard *kitab* the complete book is prepared. Desirous gentlemen may contact. Honesty and sincerity are our guidelines.

This way we also supply on order Text books, Holy Quran, Primers, *Siparas*, Religious books, Dictionary of any language available all time.

Besides these articles Caps, *Tasbeeh*, Safri mat for offering Namaz. *Itar* (perfume), Handkerchief, Dinning Sheets, Calender and Diary of Dar-ul-uloom and also other Islamic Calenders etc are available for severing these to foreign countries. Articles (wholsale and retail) we have adequate arrangement.

Qari Mohammad Farooq Jamai

Director Usmania Book Depot

**Near Jamia Arabia Siraj-ul-uloom Rajive Nagar
Mandoli(Extn.) Delhi-110093 (India)**

Mobile : +91-9811759209 Tel. +91-11-22342207

E-mail : usmania.mails@gmail.com

بیادگار: بابائی ویدیر اعلیٰ سابق حضرت مولانا عظیم الدین واعظ بن حاجی محمد واعظ صاحب

اوراق صداقت پر آئینہ حق دیکھیں افکار و مضامین کی تابندہ جھلک دیکھیں
دینی تعلیمی ادبی و اصلاحی رسالہ علامہ طنچہ پوری تہی

آئینہ حقیقت

Monthly Aaina-e-Haque Delhi

رجح الآخر جمادی الاول ۱۴۴۲ھ جلد نمبر 20 شماره نمبر 12 December-2020

دیرینہ کارکن:

حضرت مولانا بدر الحسن تاجی متاخرہ دارالافتاء کویت
حضرت الحاج محمد یوسف ڈیسائی متاخرہ دارالافتاء فریقہ

دیرینہ کارکن:

حضرت مولانا محمد حبیبی بھام صاحب ساؤتھ افریقہ
جناب ڈاکٹر سید فاروق ڈائریکٹر انٹرنیشنل ہوسٹیل، دہلی

ملازمین:

مولانا محمد واصف نفیس مظاہری



ملازمین:

قاری محمد فاروق جامعہ

مجلس ادارت:

مولانا مفتی اشتیاق احمد چوہدری
عبد القیوم واعظ راجیو نگر، منڈولی، دہلی
مولانا محمد شہید ناصر ایڈیٹر



مجلس مشاورت:

مولانا مشتاق احمد صاحب ایڈیٹر بھوپالی
ابراہیم احمد گنڈا اسسٹنٹ منیجر بیت التوحید کویت
عبد القادر طیب متاخرہ دارالافتاء فریقہ

ایک شمارہ کی قیمت 20 روپے، سالانہ زر تعاون 200 روپے، بیرون ممالک کے لئے 50 ڈالر، خلیجی ممالک کے لئے 500 روپے

قانونی مشیر: جناب عاطف احمد سہروردی ایڈووکیٹ پریمر کورٹ دہلی

طابع، ناشر، مالک و ایڈیٹر قاری محمد فاروق جامعہ نے بھارت آفسیٹ پرنٹنگ اینڈ پروسیسنگ 2035، قاسم جان اسٹریٹ، بلی ماران، دہلی-6 سے
چھپوا کر دفتر ماہنامہ آئینہ حقیقت سی 18، سیکنڈ فلور، راجیو نگر، منڈولی، دہلی 93 سے شائع کیا۔

Owner, Publisher, Printer & Editor Mohd. Farooq, Printed at Bharat Offset Printing & Processing 2035, Qasimjan Street, Ballimaran, Delhi-6 Published from Office Monthly Aaina-e-Haque, C-18, 2nd Floor, Street-1, Rajiv Nagar, Mandoli, Delhi-93

نوٹ: قانونی چارہ جوئی کا حق صرف دہلی کی عدالت کو ہوگا مضمون نگار حضرات کی رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

For Cheque & Draft Monthly Aaina-e-Haque Delhi

خط و کتابت کا پتہ
Address:

Monthly Aaina-e-Haque Urdu, C-18, 2nd Floor, Street No. 1, Rajiv Nagar, Mandoli (Extn.) Delhi-110093 (INDIA)
Mob.: +91-9811759209, 8586838060, 8447551717
E-mail: aainaehaque80@gmail.com

مشمولات

نمبر شمار	مشمولات	اصحاب قلم	صفحات
1	اداریہ: لو۔ جہاد بہانہ مسلمانوں پر نشانہ	مدیر اعلیٰ کے قلم سے	3
2	آئینہ قرآن: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...	حضرت مولانا سید میاں	5
3	آئینہ حدیث: تکمیل دین اور ختم نبوت	افضل مرحوم	6
4	نعت پاک	ظفر علی خان، ریاض انور	7
5	پکا پکا ہے کلیجہ دکھاؤ کھا دل ہے!	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	8
6	حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی	13
7	تمام انسانوں کے لیے رول ماڈل اور مشعل راہ ...	توقیر احمد قاسمی کاندھلوی	19
8	مسلمانو! ایمانی غیرت جگاؤ	سید عادل حقانی	25
9	فرانس میں توہین رسالت کا جنون	معصوم مراد آبادی	26
10	ہندوستان، فرانس کی حمایت میں اُترا ...	سمیع اللہ خان	29
11	جامعہ ملیہ اسلامیہ کا ۱۰۰ سالہ سفر	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی	31
12	عبداللہ شیشان کا عشق	ادارہ	34
13	چشم کشا تراشے	مولانا محمد واصف نفیس مظاہری	36
14	اسلاف کے آخری لمحات	علامہ مفتی امداد اللہ انور	38
15	گوشہ ادب: اصلاح معاشرہ	ادارہ	39
16	آئینہ خواتین: رسم و رواج	بنت اقلیم قدوائی	41
17	آئینہ اطفال: صحت کو نقصان دینے والی چیزوں ...	مولانا ارسلان	43
18	طب و صحت: بدلتے موسم میں وائرل انفیکشن ...	ادارہ	45
19	فقہ و فتاویٰ: دینی مسائل	مفتی محمد ظفر عالم ندوی	46
20	آئینہ اخبار: خبریں	ادارہ	47

اداریہ

لو۔ جہاد بہانہ مسلمانوں پر نشانہ

سچہ مدیر اعلیٰ کے قلم سے

جہاں تک لو جہاد کا معاملہ ہے یہ پوری طرح سے من گھڑت اصطلاح ہے اور اس کا پس منظر یہ ہے کہ ہماری حکومت ”طویل المدتی“ ہو یعنی ہمیں لمبے عرصے تک کرسی اقتدار پر رہ کر من مانی کرنے کے ایجنڈے کو رفتہ رفتہ نافذ کرنے کا موقع ملے اور ملک کے مسلمانوں کی حیثیت دوم درجے کی ہو جائے، یعنی مطلب صاف ہے کہ اس ملک میں بسنے والے تمام مسلمانوں کا قیام ہمارے رحم و کرم پر منحصر ہو!

شادی کرنا انسان کا انفرادی آزادانہ موضوع ہے، جس پر روک لگانا یا پھر الگ سے کوئی قانون لانا پوری طرح سے غیر قانونی اور دستور ہند کے خلاف ہے۔ اتر پردیش، کرناٹک اور ہریانہ کے بعد مدھیہ پردیش کی بی جے پی حکومت نے ”لو۔ جہاد“ کے خلاف قانون بنانے کا اعلان کر دیا ہے یا اپنی ناکامی چھپا کر اسمبلی اور ۲۰۲۲ء میں ہونے والے عام انتخابات کے لئے زمین ہموار کرنے کی منصوبہ بند سازش رچی جا رہی ہے۔ کیوں کہ ہندو ووٹوں کو اپنے حق میں کرنے کے لئے بی جے پی اور

بی جے پی کی مرکزی حکومت ہو یا ریاستی حکومتیں ایسا کوئی بھی ایشو ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں، جس کے ذریعہ دو قومی نظریہ کو فروغ ملے، آپسی اتحاد و یکجہتی کو ٹھیس پہنچے اور ہندو مسلم منافرت کو بڑھاوا ملے۔ اسی سلسلے میں فرقہ پرست پارٹیوں کے ساتھ ساتھ دوسری تنظیموں نے لو۔ جہاد کے عنوان سے ایک نیا شوشہ چھوڑا ہے جس میں بی جے پی کی حکومت والی کئی ریاستیں شامل ہو گئی ہیں۔

سب سے پہلے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ اس کا حاصل اور مقصد کیا ہے۔ آرائیں ایس نے ایک لمبے عرصہ کے بعد کرسی اقتدار حاصل کی ہے اور اپنی ذیلی سیاسی پارٹی بی جے پی کے ذریعہ پورے ملک میں ’ہندوتو‘ کے ایجنڈے کے نفاذ کی راہ ہموار کرنا چاہتی ہے تاکہ ’ہندو راشٹر‘ کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔ گجرات نژاد دو قلابازوں نے پوری پارٹی کو ریغمال بنالیا ہے اور پارٹی کے تمام پرانے لیڈروں کو اپنی گندی ذہنیت سے ہندو مسلم اور پاکستان کے نام پر بے قیمت اور بے اثر کر دیا ہے۔ ان میں نہ ”تابِ سخن“ باقی ہے نہ ”جرأتِ رندانہ“۔

غیر قانونی قرار دیا گیا تھا۔ یوگی نے کہا اس پر سختی سے عمل کیا جائے گا اور جلد ہی اس کے لئے مؤثر قانون بنایا جائے گا۔ یوگی جی کے ساتھ بی جے پی کے زیر انتظام چند دیگر صوبوں میں بھی قانون بنانے کی تیاری چل رہی ہے، کوئی بھی قانون ہوا اگر انصاف پر مبنی ہو تو اس کا احترام کیا جانا چاہئے لیکن انصاف کو برسر طاق رکھ کر صرف کسی خاص مذہب یا فرقہ کو ٹارگیٹ کیا جائے تو یہ سراسر غلط ہے۔ یہاں لفظ ”جہاد“ استعمال کر کے صرف اور صرف مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، جبکہ اسلامی تعلیمات کی رو سے محض شادی یا کسی اور لالچ میں تبدیلی مذہب کرنا جائز اور غلط ہے۔ قرآن کریم میں ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ، دین میں کوئی زور و بردستی نہیں۔

☆☆☆



اس کی اتحادی پارٹیوں کے پاس ایسا کوئی ایشو بچا نہیں ہے جو عام لوگوں کو لبھا سکے۔ ۲۰۱۴ء میں کانگریس کی بدعنوانیوں اور رام مندر کے سہارے چور دروازہ سے اقتدار پر قابض ہو گئی۔ اب ۲۰۲۴ء کے لئے بھی ایسے ایشو کی تلاش ہے جس کے ذریعہ وہ ملک کے ہندو ووٹروں کو اپنی طرف راغب کر سکے، ہندو تو کی پٹی آنکھوں پر باندھ کر اپنی ناکامیوں جیسے بے روزگاری، معاشی بد حالی، کسانوں کی بربادی، سرکاری املاک کا نجی کرن وغیرہ سے عام عوام کے اذہان کو گمراہ کیا جاسکے۔ اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کے لئے یہ موضوع خاص دلچسپی کا ہے۔ اس کے خلاف انھوں نے ایک زمانہ میں رومیو بریگیڈ میر بنائی تھی۔ اب قانون بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ عوام کے جذبات بھڑکانے کی خاطر یوگی جی کو اکثر لو۔ جہاد کی یاد آ جاتی ہے۔ اسی طرح کی ضرورت گزشتہ ماہ انھیں جونپور کی ایک انتخابی ریلی میں پیش آئی۔ اپنے خطاب میں انھوں نے کہا کہ ان کی حکومت لو۔ جہاد کی روک تھام کے لئے سخت قدم اٹھائے گی۔ انھوں نے متنبہ کیا کہ اگر روپ بدل کر بہن بیٹیوں کی عزت کے ساتھ کھلوڑ کرنے والے نہیں سدھرے تو ان کی رام نام ستیہ ہے کی یا ترا نکلنے والی ہے۔ یہاں تک تو ٹھیک تھا، لیکن پھر انھوں نے الہ آباد ہائی کورٹ کے حالیہ فیصلے کا حوالہ دے دیا جس میں شادی کے لئے مذہب کی تبدیلی کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بہادر تھے

کچھ تفسیر حضرت مولانا سید میاں

استدلال کیا گیا ہے کہ کسی انسان کا جو فعل آں حضرت ﷺ کے نمونے اور بقول حضرت شاہ عبدالقادر (دہلوی) صاحب آپ کی چال سے ملتا جلتا ہو، وہ جائز، مستحسن اور عند اللہ پسندیدہ ہے اور جو فعل اس مقدس نمونے کے معیار پر صحیح نہ اترتا ہو، وہ حسب مراتب مکروہ تنزیہی یا مکروہ تحریمی اور بعض اوقات حرام ہے، لیکن یہ قرآن پاک کا اعجاز ہے کہ اس آیت کو ایسے موقع پر ایک ایسی ترتیب سے پیش فرمایا کہ یہ آیت اس بارے میں بھی حجت اور برہان بن گئی ہے کہ آں حضرت ﷺ سب سے زیادہ اولوالعزم، سب سے زیادہ دلیر، ثبات و استقلال کے کوہ گراں اور سب سے زیادہ با حوصلہ بہادر ہیں۔ اس آیت کے ورود سے ایک طرف منافقین کو عار دلائی جا رہی ہے کہ تمہاری جان کی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی جان بھی ہے مگر دیکھو! کس طرح وہ اپنی جان سے بے پروا، مصائب و شدائد کے مقابلے میں سینہ سپر ہیں اور بہادری سے ثبات و استقلال کی اعلیٰ مثال پیش کر رہے ہیں۔ دوسری طرف باہمت اور با حوصلہ بہادر مسلمانوں کے حوصلے بڑھائے اور (بقیہ 18 پر)

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر ذلک لعلہ یرجوا اللہ والیوم الآخر ذلک لعلہ یرجوا اللہ والیوم الآخر (21:33)

(حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا (تم کو بھلی تھی سیکھنی رسول کی چال۔ ترجمہ شاہ عبدالقادر) نہ صرف عام مسلمانوں کے لیے بلکہ ہر ایسے پاک باز، خدا ترس مومن با اخلاص کے لیے) جو امید لگائے ہوئے ہیں اللہ سے۔ ڈرتا ہے پچھلے دن (روز آخرت) سے اور یاد کرتا ہے اللہ کو کثرت سے۔)

اس آیت کی بنا پر علمائے کرام کا فیصلہ ہے کہ سرور کائنات رحمۃ اللعالمین ﷺ کی زندگی انسان کے لیے اس کے انفرادی، اجتماعی، خانگی، ملی، معاشرتی و اخلاقی معاملات و حالات غرض ہر ہر گوشے میں شمع ہدایت ہے اور اس بنا پر زندگی کے ہر ایک شعبے میں اور ہر ایک چھوٹے بڑے امر (کام) میں آں حضرت ﷺ کی اتباع ضروری اور واجب ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس آیت سے فقہی مسائل میں

تکمیل دین اور ختم نبوت

کچھ تشریح: چودھری افضل مرحوم

کے تشریف لانے کے ساتھ ہی دنیا کی تمام ترقیوں کے راستے کھل گئے۔ یہ آپ ہی کے وجود کا اعجاز ہے کہ آپ کے ظہور کے ساتھ ملکوں اور قوموں میں باہم میل جول اور ربط ضبط کے مواقع پیدا ہو گئے۔ زمانہ بہ تدریج ترقی کرتا کرتا یہاں تک پہنچ گیا کہ لاکھوں میلوں کی مسافت دنوں میں طے ہونے لگی اور برسوں کے سفر گھنٹوں میں طے ہونے لگے۔ اسلام کا یہ دعویٰ کہ میں تمام زمانوں اور قوموں کے لیے ایک ہی مشترکہ پیغام لایا ہوں، حالات اور واقعات سے سچ ثابت ہونے لگا۔ اسلام سے قبل دنیا کے حالات ایسے تھے کہ مشترکہ تربیت ناممکن تھی۔ چنانچہ زمانے کے حالات کے مطابق نبی الگ الگ قوموں اور ملکوں کے لیے مبعوث ہوتے رہے۔ کیونکہ اپنے ملک کے باہر دعوت و اشاعت میں ناقابل عبور مشکلات تھیں۔ تا آنکہ رحمت حق جوش میں آئی۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا۔ اس شمع کے نور سے دنیا میں روشنی پھیلی۔

محمد ﷺ کی نبوت کے معنی یہ تھے کہ اب انسانیت سن شعور کو پہنچ چکی ہے۔ (بقیہ 18 پر)

عن ثوبان رضی اللہ عنہ ، قال : قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "وانہ سیکون فی امتی کذابون کلہم یزعم انہ نبی ، وانا خاتم النبیین لانبی بعدی" (رواہ ابوداؤد والترمذی)

(بلاشبہ عنقریب میری امت میں جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے، ان میں سے ہر ایک شخص کہے گا کہ وہ نبی ہے، حال آں کہ میں ہی آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔)

مشیت ایزدی نے دنیا کے کامل انسان پر دین حق کی تکمیل کردی۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ عمارت کے آخری معمار قرار پائے۔ (قرآن حکیم میں ہے:) آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا اور تم پر نعمت پوری کر دی۔“ (3:5) کہ جاں فزا پیغام کا معنی آں حضرت نے خود ہی ”لانیسی بعدی“ (میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) کے ارشاد سے واضح کر دیا۔ حضرت محمد رحمۃ للعالمین اسی لیے قرار دیے گئے کہ ان کے بعد نئی نئی تعلیمات اور نئے نئے رسولوں پر بنی نوع انسان تقسیم در تقسیم ہونے سے بچ جائے۔ آں حضرت



کچھ ریاض انور

نعت پاک



کچھ ظفر علی خان

خدا کے بعد درجہ سب سے اوپر ہے محمد ﷺ کا
کوئی ثانی محمدؐ کا نہ ہمسر ہے محمدؐ کا

شبِ معراج وہ عرشِ بریں سے لوٹ بھی آئے
ہلے زنجیرِ در کی گرم بستر ہے محمدؐ کا

ہے گھیرا تنگ اعدا کا علیؑ بے خوف سوئے ہیں
نہیں ڈر موت کا ان کو کہ بستر ہے محمدؐ کا

چلے سدرہ سے آگے آپؐ تنہا عرش کی جانب
خدا کے فضل سے رستہ منور ہے محمدؐ کا

جدھر سے بھی گزر جائیں مہک اٹھتا ہے وہ رستہ
پسینہ مشک و عنبر سے معطر ہے محمدؐ کا

خدا کے ساتھ قدسی صلعم و تسلیم پڑھتے ہیں
مری قسمت کہ اسمِ پاک لب پر ہے محمدؐ کا

ہوا عشقِ نبیؐ سے نعت کہنے کا شرف حاصل
ہے اپنے بخت پر نازاں کہ انور ہے محمدؐ کا

☆☆☆

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو

مجھ پر خطا کی لاج تمہارے ہی ہاتھ ہے
مجھ ننگ دو جہاں کا وسیلہ تمہی تو ہو

جو دستگیر ہے وہ تمہارا ہی ہاتھ ہے
جو ڈوبنے نہ دے وہ سہارا تمہی تو ہو

دنیا میں رحمت دو جہاں اور کون ہے
جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہی تو ہو

پھوٹا جو سینہ شبِ تار الست سے
اس نورِ اولیں کا اجالا تمہی تو ہو

جلتے ہیں جبریلؑ کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایت اولیٰ تمہی تو ہو

☆☆☆

پکا پکا ہے کلیجہ دکھا دکھا دل ہے!

کچھ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

جس نے اپنی ذاتی زندگی میں اخلاق و عفت کی دھجیاں بکھیر رکھی ہیں، دوسرا ہیرو یہ کمینہ شخص تھا، جس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی، جب ترکی نے صدر فرانس کی اس حرکت پر اس کو اپنے دماغ کا علاج کرانے کا مخلصانہ اور دانشمندانہ مشورہ دیا تو اس کو بہت صدمہ پہنچا کہ اس کی اہانت کی گئی ہے، لیکن اس کو یہ خیال نہ رہا کہ اس کی بدتمیزی سے دنیا میں کتنے انسانوں کا دل زخمی ہوا ہے؟

مغرب نے اظہار خیال کی آزادی کا ایک خود ساختہ پیمانہ بنا لیا ہے، اگر کوئی شخص یہودیوں کے ہولوکاسٹ کا انکار کرے یا اس موضوع پر اپنی تحقیق پیش کرے تو وہ مجرم ہے، اگر کوئی نائن الیون کو فرضی کہانی قرار دے تو وہ سزا کا مستحق ہے، یہاں اظہار رائے کی آزادی کا کوئی احترام نہیں، لیکن اگر کوئی شخص پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے اور اربوں انسانوں کی دل آزاری کا سبب بنے تو اس کو اس کا حق ہے اور یہ اظہار رائے کی آزادی میں شامل ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ محض اسلام دشمنی اور خدا بے زاری کا مظہر

دل کی آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں، قلم کا جگر شق ہوا چاہتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ اللہ کے پیغمبر کی توہین ایسا جرم ہے کہ اگر پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے یا آسمان پھٹ پڑے تب بھی اس کی سنگینی کے اظہار کا حق ادا نہ ہوگا؟ کیوں کہ اللہ کے پیغمبر اللہ کے نمائندے ہوتے ہیں، ان کی بے احترامی خود خالق کائنات کی بے احترامی ہے، اس وقت فرانس نے جو گستاخانہ اور شر پسندانہ طریقہ اختیار کیا ہے، وہ اسی نوعیت کا ہے، پہلے تو کچھ بد بختوں نے شان مبارک میں گستاخی پر مبنی کارٹون چھاپا، پھر جب اس کے خلاف احتجاج ہوا تو ایک بد طینت ٹیچر نے طلبہ کو یہ کارٹون دکھا کر قصداً مسلمانوں کو مشتعل کیا اور جب اس گھناؤنی حرکت کے رد عمل میں کسی نے اس بد بخت کا قتل کر دیا تو بجائے اس کے کہ حکومت فرانس عوام کو اس طرح کی دل آزاری سے منع کرتی، اس نے اس کو اظہار رائے کی آزادی اور سیکولرزم کا حصہ قرار دیتے ہوئے اس بے ہودہ شخص کی آخری رسوم میں شرکت کی اور اس کو فرانس کا ہیرو قرار دیا، ایک ہیرو تو خود ملک کا صدر ہے،

کرنے کی منصوبہ بند سازش کی وجہ سے وہ ہمیشہ انبیاء کی اہانت کے مرتکب ہوتے رہے ہیں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور یادہ گوئی کا ایک مزید مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کو مسلمانوں کے دلوں سے نکال پھینکنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے دل میں تمام انبیاء کی اور خاص کر پیغمبر آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ محبت ڈال دی ہے، اس کے لئے سرکٹا دینا، اپنی رگ جاں کا آخری قطرہ خون بہا دینا اور اس راہ میں جان و مال کا نذرانہ پیش کرنا نہ صرف آسان ہے، بلکہ وہ اسے ایک سعادت سمجھتا ہے، اس سے اس کی زندگی کا سودا کیا جاسکتا ہے، لیکن اس کے نبی کی محبت خریدی نہیں جاسکتی، وہ اپنی رسوائی اور بے آبروئی کو برداشت کر سکتا ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ بے توقیری کو گوارا نہیں کر سکتا، اس کے گھر کو آگ لگائی جاسکتی ہے، لیکن اس کے سینہ میں محبت کی جوائیٹھی جل رہی ہے، اسے بجھایا نہیں جاسکتا، یہی محبت اس کی سب سے بڑی متاع ہے، اس کے لئے نبی کی محبت کے مقابلہ والدین اور بیوی بچوں کی محبت بھی کوئی معنی نہیں رکھتی، یہ محبت جو اسے اپنے آباء و اجداد سے میراث میں ملی ہے اور پیغمبر کے نام پر مرٹنے کا جذبہ بے پایاں اور اپنے آپ کو قربان کر دینے کا حوصلہ جو اسے اپنے بزرگوں سے

ہے، چوں کہ اسلام اور شریعت اسلامی کی اساس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر ہے، اس لئے مغربی دنیا نے صلیبی جنگوں سے لے کر آج تک ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کو نشانہ بنایا ہے، مستشرقین نے اپنی کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کی ایسی تصویر کھینچی ہے جس کو اسلام سے معمولی واقفیت رکھنے والا شخص بھی مسترد کر دے گا، یہاں تک کہ نعوذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستی اور نفس پرستی کی تہمت بھی لگائی گئی، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو غلط انداز پر پیش کرنے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے مستشرقین نے اتنا زیادہ لکھا ہے اور ہر روز لکھنے کا سلسلہ جاری ہے کہ صرف ان کتابوں کے نام لکھے جائیں تب بھی پوری ایک جلد تیار ہو جائے۔

مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے اور ان کو ایمان و عقیدہ سے منحرف کرنے کے لئے انھوں نے مسلم سماج میں سے مسلمانوں کا سا نام رکھنے والے سلمان رشدی جیسے بد دین اور بد زبان شخص کو بھی کھڑا کیا، شراب خانوں کا نام مکہ (Mucca) تک رکھا گیا، تاکہ مسلمان اس صورت حال سے مشتعل ہوں، حقیقت یہ ہے کہ خدا نافرستی، آخرت میں جواب دہی کے عقیدہ سے محرومی، حد سے گزری ہوئی لذت پسندی، نفس کی پرستاری، اندرونی خباثت اور مسلمانوں کو رسوا

ہیں، وہ خواہاں ہیں کہ مسلمان احتجاج اور مظاہروں میں اُلجھ جائیں اور تعمیری کام نہ کر سکیں، ان کی صلاحیت احتجاج اور مدافعت میں خرچ ہو جائے، تعلیم کے میدان میں حالیہ برسوں میں مسلمانوں نے بہتر پیش رفت کی ہے، سائنس و تحقیق میں بھی ان کے قدم آگے بڑھ رہے ہیں، امریکہ و یورپ کی یونیورسٹیوں میں زیادہ تر طلبہ و طالبات ایشیا و عالم اسلام کے ہیں اور ان کی خدمات نہایت ہی نمایاں ہیں، مغرب چاہتا ہے کہ مسلمان ہمیشہ ایسے غیر حقیقت پسندانہ مسائل میں اُلجھے رہیں کہ ان کے لئے علمی ترقی دشوار ہو جائے۔

اس صورت حال کو سمجھنے اور اس کی روشنی میں لائحہ عمل بنانے کی ضرورت ہے، ایسے واقعات پر برہمی اور ناراضگی کا اظہار ضرور ہونا چاہئے، مگر تشدد سے بچتے ہوئے، تشدد سے دوہرا نقصان ہوتا ہے ایک تو اصل مسئلہ نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے، سنجیدہ طریقہ پر مسئلہ کو حل کرنے کی صورت ختم ہو جاتی ہے، دوسرے مظلوم کو ظالم کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کا اور مقتول کو قاتل قرار دینے کا موقع مل جاتا ہے، چوں کہ ذرائع ابلاغ بھی اسلام کی معاند طاقتوں کے ہاتھ میں ہیں، اس لئے ان کو موقع مل جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے رد عمل کو سارے واقعہ کا اصل سبب قرار دے دیں، اس لئے ہمیں پُر امن اور سنجیدہ طریقہ پر ایسے بے ہودہ واقعات کا سامنا کرنا

ایک درناویاب کی طرح حاصل ہوا ہے، کسی بھی قیمت پر وہ اس سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔

یہ اتھاہ محبت اور امنٹ جذبہ احترام مغرب کی بے حس، مذہب کے معاملہ میں غیر سنجیدہ، خدا کی محبت اور آخرت کی جواب دہی کے احساس سے محروم قوموں کے لئے باعث تعجب ہے کہ آخر مسلمانوں کے دلوں سے اس کے نبی کی محبت کیوں کر نکالی جائے اور کیوں کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و حرمت کا یہ جذبہ بے پناہ کم کیا جائے؟ تاکہ دین سے اس امت کا رشتہ کمزور تر ہو جائے اور مغرب کی خدا بے زاری اور مادیت پرستی میں وہ پوری طرح ان کے ہم دوش اور ہم قدم بن کر کھڑے ہو جائیں، اگر خدا نخواستہ کسی شخص کے دل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی کا یقین نکل جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا عنصر کم ہو جائے تو پھر اس کے ایمان کا اغوا کر لینا چنداں دشوار نہیں ہوگا، مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس عالمی سازش پر متنبہ رہیں اور انبیاء کی محبت و عظمت کی جو امانت انھیں اپنے بزرگوں سے ملی ہے اور جس پر ان کا مسلمان ہونا موقوف ہے، وہ اس امانت میں ذرا بھی اضمحلال نہ آنے دیں اور اسے اگلی نسلوں تک پہنچائیں۔

اس واقعہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اسلام دشمن عناصر مسلمانوں کو ہمیشہ کچھ نہ کچھ مسائل میں الجھا کر رکھنا چاہتے

کی ایک صورت یہ ہے کہ ایسی شراٹگیری کرنے والی حکومتوں سے اپنے تعلقات ختم کر دے یا محدود کر دے۔

۴۔ آج کی دنیا انفارمیشن ٹیکنالوجی کی دنیا ہے اور جب اس پلیٹ فارم سے کوئی آواز بڑے پیمانہ پر اٹھائی جاتی ہے تو پوری دنیا میں اس کی قوت محسوس کی جاتی ہے، اس ناشائستہ حرکت کے خلاف بڑے پیمانہ پر اس ذریعہ کو استعمال کیا جائے، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی تائید حاصل ہو سکے، مسلمان انفرادی سطح پر اور جہاں مسلم حکومتیں ہوں، وہاں سرکاری سطح پر بھی فرانس کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے، موجودہ دور میں یہ پُر امن احتجاج کا ایک مؤثر طریقہ ہے اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

۵۔ ہندوستان ایسا ملک ہے، جہاں مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد بستی ہے، ہمارے ملک میں ایسے سیکولرزم کو اختیار کیا گیا ہے جس میں ہر شخص کو اپنی نجی زندگی میں اپنی پسند کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہے اور جس میں ہر مذہب کے مقدسات کا احترام ملحوظ رکھا جاتا ہے، موجودہ حکومت کا فرانس کے رویہ کی تائید بے حد افسوسناک اور تکلیف دہ ہے، اس لئے ہمیں اپنی حکومت سے مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ فرانس کے اس رویہ کی مذمت کرے، جیسا کہ اس سے پہلے سابق وزیراعظم جناب منموہن سنگھ صاحب نے اسی طرح کے ایک واقعہ پر کیا تھا۔

چاہئے اور گالی کا جواب گالی سے دینے کے بجائے حسن تدبیر اور قوت دلیل کے ساتھ اپنا مدعا اقوام عالم کے سامنے رکھنا چاہئے۔

چنانچہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کا جواب اس طرح ہونا چاہئے:

۱۔ پوری دنیا کے مسلمان اقوام متحدہ سے مطالبہ کریں کہ وہ اظہار رائے کی آزادی کی جائز، منصفانہ اور شریفانہ حدود قائم کرے، جس میں یہ بات شامل ہو کہ کسی بھی مذہب کی مقدس شخصیتوں کی اہانت ایک جرم اور دل آزاری ہے اور یہ اظہار رائے کے دائرہ میں نہیں آتی، بلکہ اشتعال انگیزی اور شدت پسندی کے دائرہ میں آتی ہے، اپنے یہ جذبات مختلف ملکوں میں قائم اقوام متحدہ کے دفاتر اور ای میل وغیرہ کے ذریعہ پہنچائے جائیں۔

۲۔ مسلم تنظیمیں اس مہم میں قائدانہ کردار ادا کریں اور دیگر برادران انسانیت اور مذہبی قیادتوں کو بھی اپنے ساتھ لینے کی سعی کریں، کیونکہ ہمارا مطالبہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ تمام مذہبی گروہوں کے لئے ہے، تاکہ دنیا میں امن و آشتی قائم رہے۔

۳۔ مسلم حکومتیں CIO کے پلیٹ فارم سے پوری قوت کے ساتھ اقوام متحدہ سے اس کا مطالبہ کریں اور عالم اسلام اس کو نافذ کرانے کے لئے واضح لائحہ عمل اختیار کرے، جس

ہو رہا ہے، ربیع الاول کے مہینہ میں زیادہ سے زیادہ اس کا اہتمام اور کھان پان کے پروگرام کے ساتھ سیرت پر مختصر تعارفی بیان ہونا چاہئے۔

غرض کہ ایسے واقعات پر پُر امن احتجاج بھی ضروری ہے، اس کے سد باب کے لئے ٹھوس تدبیریں بھی مطلوب ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائی جائے کہ سچ کی روشنی خود بخود جھوٹ کی تاریکیوں کا پردہ چاک کر دیتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ایسے کئی واقعات پیش آئے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی کوشش کی گئی، غلط القاب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا گیا، صحابہ رضی اللہ عنہم کو فطری طور پر اس طرح کی ناشائستہ باتیں مشتعل کر دیتی تھیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی انھیں بے قابو نہیں ہونے دیا، اصل مقصد پر نظر رکھی اور پوری توجہ دعوت دین پر مرکوز کئے رہے، اس طرح دشمنوں کی سازشیں ناکام ہوتی رہیں، آج بھی ہمیں یہی رویہ اختیار کرنا ہوگا، ہمیں ایسے واقعات پر احتجاج ضرور کرنا چاہئے، ناراضگی کا اظہار بھی ہونا چاہئے، لیکن ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ہمارا اصل مشن اسلام کی دعوت اور بندگانِ خدا کی ہدایت ہے!

☆☆☆

۶۔ سب سے اہم کام یہ ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مختصر، متوسط اور تفصیلی لٹریچر شائع کیا جائے، اس لٹریچر کو ابلاغ کے جدید ذرائع کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے، کیوں کہ جھوٹ کا علاج سچ اور تاریکی کا علاج روشنی ہے۔

۷۔ یہ بات بے حد افسوسناک ہے کہ خود مسلم معاشرہ میں سیرت کا مطالعہ کم سے کم ہوتا جا رہا ہے، ہماری نئی نسل سیرت نبویؐ کی بنیادی معلومات سے نا آشنا ہے، اس پہلو پر بھی توجہ ضروری ہے، دینی مدارس بحیثیت ایک مضمون کے سیرت کو اپنے نصاب میں شامل کریں اور مختلف مرحلوں میں اس کی تعلیم دیں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لئے ان کے معیار کے لحاظ سے سیرت کی کتابیں مرتب کی جائیں اور انہیں کوشش کر کے داخل نصاب کرایا جائے، کم پڑھے لکھے لوگوں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کے لئے مطالعاتی مقصد کے تحت سیرت کا لٹریچر تیار کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچایا جائے۔

۸۔ سب سے اہم بات برادرانِ انسانیت تک صحیح طور پر سیرت کو پہنچانا ہے، اس کے لئے مختلف تدبیریں اختیار کی جاسکتی ہیں، جیسے: غیر مسلم بھائیوں کے لئے سیرت کے جلسے، غیر مسلم بچوں اور بچیوں کے لئے سیرت پر تقریر و تحریر کے مقابلے، بحمد اللہ ملک کے کئی علاقوں میں اس کا خوشگوار تجربہ

حقوقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کچھ مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

چھڑایا، مظلوم و بے بس عورتوں کو حقوق و مراعات سے نوازا، جس نے آدابِ زندگی بھی سکھائے اور اصولِ بندگی سے بھی آگاہ کیا، جس نے غلاموں، مزدوروں اور غریبوں سمیت جانوروں کو بھی وہ تحفظات عطا کیے، جس کی نظیر پیش کرنی مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم انہی کے نام لیوا، سپاس گزار اور منت کش ہوتے ہوئے ان کی ذات والا صفات کو فراموش کر بیٹھے، ان کی تعلیمات و ہدایات کو بھلا بیٹھے، ان کے مشن اور مقصد کو گنوا بیٹھے۔ نہ ہمیں ان کے نام کا پاس رہا نہ نسبت کا لحاظ۔ نہ ان کی قربانیاں یاد رہیں نہ جاں نثاریوں کا خیال۔ المیہ یہ ہے کہ ہم رنگینی حیات اور فانی زندگی کے حصار سے باہر نہ آ سکے، اپنے بندھے ٹکے نظامِ العمل سے وقت نہ پاسکے، اپنی روزمرہ مصروفیات سے دامن نہ چھڑا سکے۔

ایک طرف وہ ہستی تھی جو اشاعتِ دین و تبلیغِ اسلام کے لیے اپنا وجود گھلاتی رہی، ظلم پر ظلم سہتی رہی، دکھ پر دکھ اٹھاتی رہی، رب کریم کے حضور راتوں رات روتی اور گڑ گڑاتی رہی

مغرب کے علمبرداروں اور نام نہاد روشن خیالوں کے مطابق یہ صدی حق طلبی اور ظلم کشی کے حوالے سے جدوجہد اور انقلاب کی صدی ہے۔ آج ہر طرف حقوق و فرائض کے لیے آواز بلند کرنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ ہر طبقہ، ہر جماعت اور ہر فرد اپنے حقوق کی بازیابی اور بحالی کے لیے سراپا احتجاج ہے۔ کہیں انسانی حقوق کی پامالی پر شور و غوغا ہے تو کہیں حقوق نسواں کے نام پر آزادی نسواں کے علم برداروں کا عجیب و غریب مطالبہ۔

حد تو یہ ہے کہ امریکہ جیسی ترقی یافتہ اور آزاد ریاست میں بھی حقوق کے حوالے سے مختلف تنظیمیں قائم ہیں۔ خود اقوام متحدہ کی جانب سے سال بھر مختلف عناوین سمیت انسانی حقوق کے تحفظ کا عالمی دن منایا جاتا ہے اور اب تو مشرقی ممالک بھی روایتی انداز کے ان تماشوں میں مغرب کے شانہ بہ شانہ برابر کے شریک ہیں، لیکن ان سب کے علی الرغم بحیثیت مسلمان کبھی ہم نے اس بات پر غور کیا کہ اس محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر کیا حقوق ہیں جس نے بنی نوع انسان کو غلامی سے

(خواہ بطریق وحی جلی، خواہ بطریق وحی خفی)۔ آپ کی تعلیمات و ہدایات کو ماننا اور بہ سروچشم انھیں قبول کرنا ہر امتی پر فرض و لازم ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ترجمہ:

آپؐ کہہ دیجیے کہ

”تم اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس کے نور پر جو کہ ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ! اور وہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔“ (التغابن)

اسی طرح فرمان الہی ہے

”اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام انسانوں اور زمین میں ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تا کہ تم راہ پر آ جاؤ“ (الاعراف)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ اس امت کا کوئی بھی شخص خواہ یہودی ہو یا نصرانی، میرے بارے میں سن لیتا پھر مرتا ہے اور میری لائی ہوئی تعلیمات پر ایمان نہیں لاتا تو وہ جہنمی ہے۔“ (مسلم)

اور امت کی ہدایت کے لیے پورے سوز و گداز اور تڑپ و کڑھن کے ساتھ مدت العمر مصروف عمل رہی۔ بالآخر فرض منصبی کی تکمیل کے بعد دنیا سے رخصت ہو گئی اور دوسری طرف ہماری حالت زار ہے۔ آج امت کے کتنے افراد ہیں، جنھیں نبی کا گھرانہ اور خانوادہ معلوم ہے نہ خلفاء اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کارنامے۔ کتنے ایسے ہیں جو بنات طاہراتؓ کے نام جانتے ہیں نہ ازواج مطہراتؓ کی صحیح تعداد، بلکہ بہت سے تیرہ بخت و بد قسمت ایسے بھی ہیں جنھیں کلمہ طیبہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی بھی یاد نہیں:

ہاتھ بے زور ہیں، الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں

المختصر آج کی صحبت میں مناسب محسوس ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق و آداب سے متعلق کچھ اہم معروضات پیش کیے جائیں تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ انسانیت کے سب سے عظیم محسن اور ہمارے رہبر کامل کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

پہلا حق آپؐ پر ایمان

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت جب دلائل مبینہ، آیات واضحہ اور معجزات ظاہرہ کے ذریعہ ثابت ہو چکی ہے تو قیامت تک آنے والی انسانیت پر لازم ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور بلا ریب ان تمام احکام کی تصدیق کرے، جنھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے مفہوم میں چار چیزیں داخل ہیں:

1- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبروں کی تصدیق کرنا۔

2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کا حکم دیں اس میں آپ کی اطاعت کرنا اور جس چیز سے روک دیں اس سے رک جانا۔

3- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق اللہ کی عبادت کرنا۔

اگر کوئی شخص آپ کو رسول نہیں مانتا یا آپ کی بعض تعلیمات کا انکار کرتا ہے یا آپ کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتا ہے تو وہ عند اللہ ظالم اور حق تلفی کرنے والا ہے۔

دوسرا حق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت:

آپ پر ایمان لانے اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کے ساتھ ساتھ آپ سے محبت و عقیدت رکھنا بھی لازم و ضروری ہے اور یہ محبت دنیا کی تمام محبوب چیزوں سے حتیٰ کہ اپنی عزیز جان سے بھی بڑھ کر ہونی چاہئے۔ جب تک کوئی شخص اس معیار پر پورا نہ اترے، اس کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا

تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“ (بخاری)

بالکل یہی مضمون قرآن مجید کی اس آیت میں بھی موجود ہے حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ”آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم

ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جسے تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے، اس کے رسول سے اور اس کی راہ کے جہاد سے بھی زیادہ

عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے، اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“ (التوبہ: 24)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا

یا رسول اللہ! میرے نزدیک میری ذات کے بعد سب سے زیادہ محبوب آپ ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا نہیں؟ بخدا تمہارا ایمان تب تک کامل نہیں ہے جب تک کہ میں تمہارے نزدیک تمہاری ذات سے بھی زیادہ

محبوب نہ ہو جاؤں۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب آپ میری ذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں تو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اب ایمان کامل

ہے۔ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر

کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔“ (الفتح)

ایک اور موقع پر اہل ایمان سے خطاب کرتے ہوئے کہا گیا:

ترجمہ: ”اے مومنو! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے

اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے بولتے

ہو اس طرح ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو، ایسا نہ ہو کہ

تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو، جو لوگ

اللہ کے پیغمبر کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے ان

کے دل تقویٰ کے لیے آزمائے ہیں، ان کے لئے بخشش اور

اجر عظیم ہے جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں

ان میں سے اکثر بے عقل ہیں اور وہ صبر کیے رہتے یہاں تک

کہ آپ خود نکل کر ان کے پاس آتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا

اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔“ (الحجرات)

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما روایت

کرتے ہیں (واقعہ حدیبیہ کے موقع پر) عروہ بن مسعود کفار کی

طرف سے وکیل بن کر بارگاہ رسالت میں آئے، وہ وہاں پر

صحابہ کرامؓ کے جذبہ عشق و محبت اور معمولاتِ ادب و تعظیم کا

مشاہدہ کرتے رہے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف

لوٹ کر ان سے کہنے لگے:

”اے میری قوم! اللہ رب العزت کی قسم میں بڑے

مگر یاد رہے کہ یہاں دو چیزیں الگ الگ ہیں۔ ایک

ہے ”محبت“ اور ایک ہے ”دعویٰ محبت“، محض دعویٰ محبت،

ثبوت محبت کے لیے کافی نہیں ہو جاتا، جب تک کہ اس کی

دلیل یا کم از کم اس کی علامت نہ پائی جائے، اس لیے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا ہے کہ:

1: زندگی کے ہر شعبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی

جائے۔

2: کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا

جائے۔

3: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا قید زمان و مکان کثرت سے

یاد کیا جائے۔

4: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کی تمنا کی جائے۔

5: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب چیزوں اور شخصیات سے

محبت کی جائے۔

(تیسرا حق)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر بھی آپ کے حقوق میں

داخل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہی دینے والا،

خوشخبری سننے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔ تاکہ اے لوگو تم اللہ

- بڑے عظیم المرتبت بادشاہوں کے دربار میں وفد لے کر گیا :1 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان و حدیث کی تعظیم کی ہوں، مجھے قیصر روم، کسریٰ ایران اور نجاشی حبشہ جیسے بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہونے کا موقع ملا ہے، لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے درباری اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب وہ تھوکتے ہیں، تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی شخص کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے، جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے، جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو اس کی بلا توقف تعمیل کی جاتی ہے، جب وہ وضو فرماتے ہیں یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ وضو کا استعمال شدہ پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے، آپ کے رفقاء، آپ کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو انتہائی پست رکھتے ہیں اور غایت تعظیم کی وجہ سے آپ کے چہرے کی طرف آنکھ بھر کے نہیں دیکھ سکتے۔“ (بخاری، احمد)
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کا تقاضا ہے کہ آپ کی قدر و منزلت کے عین میں حد سے تجاوز نہ ہو۔ اس طور پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبدیت و رسالت کے رتبے سے آگے بڑھا دیا جائے اور کچھ الہی خصائص آپ کی طرف منسوب کر دیئے جائیں۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر میں یہ بھی داخل ہے کہ:
- ان تین بنیادی حقوق کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم حق یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنی جان و مال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور آپ کی طرف سے بھرپور دفاع کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع میں درج ذیل تین امور داخل ہیں:-
- 1: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور سنت کی طرف سے دفاع۔
- 2: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی طرف سے دفاع۔
- 3: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی طرف سے دفاع۔
- جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور آپ کی احادیث پر جس نوعیت کے اعتراضات کیے جائیں، ان تمام اعتراضات کا اسی زاویہ نگاہ سے جواب دیا جائے۔ مثال کے طور پر آپ کی سیرت طیبہ کے حوالہ سے مستشرقین، منکرین حدیث اور دیگر غیر مسلم اہل قلم نے قلم اٹھایا ہے اور دریدہ و ہنی

ﷺ کے قدم مبارک کو لغزش نہیں ہوئی، بلکہ سخت سے سخت حالات میں بھی آپ کا استقلال سبق آموز رہا۔ حد یہ ہے کہ آپ کی استقامت کے طفیل میں وہ بھی جم گئے، جن کے پیرا کھڑ چکے تھے۔ یہ شہادتیں اور یہ حقیقت اس آیت کی عملی تصدیق ہے۔

(تلخیص از ”عہد زریں“ ص-31-230)

☆☆☆

بقیہ: آئینہ حدیث

اب کسی اسکول ماسٹر کی ضرورت نہیں۔ جو لوگ دنیا کے حالات کا مطالعہ کر سکتے ہیں، وہ سچی اور جھوٹی بات میں فرق کر کے صحیح راہ تلاش کر سکتے ہیں۔ اب مکمل سچائی، یعنی اسلام ہم تک پہنچ گیا۔ اب کسی نبی کی ضرورت نہ رہی۔ اگر ہم نبوت کا سلسلہ ابھی تک جاری مان لیں تو پھر مختلف نبیوں پر ایمان کے باعث قوموں، ملکوں اور انسانیت میں تقسیم در تقسیم کا عمل جاری رہے گا۔ پہلے تو ملک ملک ایک الگ دنیا تھی۔ الگ الگ نبیوں کی ضرورت تھی۔ اب جب دنیا سمٹ کر ایک کنبے میں رہتی ہے تو نبوت کے مختلف دعوے داروں کا آنا دنیا کو بلا ضرورت تقسیم کرنے سے کم نہ تھا۔ رسول کریم ﷺ کا ”لا نبی بعدی“ کا ارشاد دنیا کے لیے رحمت کا پیغام اور انسانیت کے لیے خوش خبری تھی۔

☆☆☆

کی ہے، اسی علمی نوعیت کے ساتھ مسلمان اہل قلم اپنے علمی و فکری لٹریچر کے ذریعے ان لوگوں کے طعن و تشنیع کا مدلل جواب دیں۔ اسلامی مبلغین کو چاہیے کہ اپنے بیانات اور خطابات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ہونے والے اعتراضات اور اس پر کی جانے والی غلط بیانیوں کا واضح طور پر جواب دیں اور اہل ایمان کو ان کے فرسودہ عزائم سے آگاہ کریں۔ حق تعالیٰ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نسبت عطا فرمائے اور آپ کے حقوق کو ادا کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

☆☆☆

بقیہ: آئینہ قرآن

ان کی ہمتیں بلند کرنے کے لیے ذات اقدس کی مثال پیش کی جا رہی ہے۔ ظاہر ہے بہادروں کے لیے نمونہ اور اسوۂ حسنہ وہی بن سکتا ہے، جو سب سے زیادہ بہادر ہو۔ استقلال و استقامت کا درس وہی دے سکتا ہے، جو سب سے زیادہ پیکر استقامت اور کوہ استقلال ہو۔ یہی شان تھی رسول اللہ ﷺ کی۔ جب ہی تو اس آیت کے لیے یہ سیاق موزوں ہوا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بے شمار شہادتیں اور یہ حقیقت ہے کہ کسی بھی غزوے اور معرکے میں سید المرسلین

تمام انسانوں کے لیے رول ماڈل اور مشعل راہ صرف اور صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

کھتر تو قیر احمد قاسمی کا ندھلوی

محمد ﷺ کے 12 کارٹون شائع کئے جن میں سے ایک میں آپ ﷺ کو اس حالت میں پیش کیا گیا تھا کہ ان کے سر پر ایک بم نما پکڑی تھی۔

راچی یونیورسٹی میں پی۔ جی کے طلبہ کے پرچہ علم تاریخ کے سوالات میں 30 اپریل 2008 کو محمد ﷺ کی زندگی سے متعلق ایک سوال میں بہت ہتک آمیز زبان استعمال کی گئی تھی۔ سوال میں مذکور تھا کہ نبی (ﷺ) نے اپنی زندگی کی ابتداء ایک تاجر کی حیثیت سے کی اور ایک غارتگر کی حیثیت سے ختم کی۔

پروڈیوسر وان گوگھ Van Gogh نے ایک فلم بنائی جس میں قرآنی آیتیں ایک ننگی عورت کے جسم پر لکھی ہوئی تھیں۔ روبرٹ اسپینسر (Robert Spenser) نے "Mohammad, Founder of the world's most intolerant religion" نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس سے پر تشدد مذہب کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں Meet the real Mohammad (حقیقی محمد سے ملاقات کیجئے) کے عنوان سے ایک باب ہے جس میں وہ لکھتا

رحمۃ للعالمین ﷺ کے خلاف حالیہ فرانسیسی گستاخانہ مہم پر پوری دنیا کے مسلمانوں کے فطری رد عمل سے یہ مضبوط پیغام گیا ہے کہ مسلمان نبی اکرم ﷺ کی توہین ہرگز برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ فرانسیسی مہم کے حامیوں کو یہ بات پھر سے اچھی طرح سمجھ میں آگئی ہوگی کہ جس طرح آزادی عمل مطلق نہیں ہے، بالکل اسی طرح سے آزادی اظہار کو بھی مطلق نہیں مانا جاسکتا ہے۔ مسلمانوں کا ماننا ہے کہ کسی بھی مذہب کی معزز شخصیات کا برائی سے تذکرہ نہیں کیا جانا چاہئے۔

لیکن دیگر قوموں کے افراد بار بار اس طرح کی مثبت فکر کے خلاف جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ نبی اکرم محمد ﷺ کی شخصیت کو بالکل ابتداء ہی سے نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کا مقصد محض عام لوگوں کو مذہب اسلام سے دور رکھنے کے علاوہ کچھ نہیں رہا ہے۔ فرانسیسی مہم مطلق آزادی کی بات کہنے والوں کے ذریعہ چھیڑی گئی اس مہم کی بس ایک کڑی ہے۔

۳۰ ستمبر ۲۰۲۰ء کو ڈنمارک سے شائع ہونے والے جلدنس پوسٹن Jyllands Posten نامی ایک اخبار نے

خود اگر وہ اپنے مجموعی حملوں کے ذریعہ اسلام کی اس عمارت کو کمزور کر دیتے ہیں تو وہ اسلام کی بنیاد ہی کو تباہ کر سکتے ہیں۔

2- وہ مسلمانوں کو دنیا کے سامنے ایک متشدد اور ظالم قوم کے طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کیوں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے تئیں مسلمانوں کے جذبات سے باخبر ہیں اور وہ یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان اپنے نبی ﷺ کی اہانت ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی وجہ سے جب جب وہ نبی ﷺ کو نشانہ بناتے ہیں تو مسلمان جذبات کی رو میں بہہ کر رد عمل کے طور پر کچھ ایسے نامناسب کام کر جاتے ہیں جو مخالفین اسلام کے لئے اسلام اور مسلمانوں کی غلط شبیہ پیش کرنے کے مزید بہانے پیدا کر دیتے ہیں۔ اس بار مسلمانوں نے زبردست حکمت عملی کا مظاہرہ کیا ہے۔ سوشل میڈیا پر مسلمان آپ ﷺ کی تعلیمات کو مثبت انداز میں پیش کر رہے ہیں، جو کہ لوگوں کو اسلام سے دور کرنے کے بجائے اور قریب ہی کرے گی۔

3- اعداء اسلام نبی ﷺ پر نامناسب تبصرے کر کے سستی شہرت حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔ کیوں کہ دور جدید میں یہ لوگوں کے درمیان مشہور ہونے کا سب سے مختصر اور سہل راستہ ہے۔

4- منکرین اسلام اسلام کی آمد کے بعد ہی سے لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے دور رکھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ انھوں نے مسلمانوں کے ایمان کو مختلف طریقوں سے آزمایا

ہے کہ نزول سے قبل محمد (ﷺ) جن حالتوں کا بھی تذکرہ کرتے تھے وہ محض ایک ڈرامہ تھا۔ پھر اس نے نبی ﷺ کو روئے زمین پر آنے والا سب سے بڑا متشدد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

مسلمانوں جیسے نام والا سلمان رشدی The Satanic Verses (شیطانی آیات) میں لکھتا ہے کہ ابتدائی دور میں مسلمانوں کے ذریعہ تالیف کردہ آپ ﷺ کی سوانح حیات میں (لکھا ہے) کہ محمد ﷺ نے ان آیات کو قرآن کے جز کے طور پر شیطان کی طرف سے پیش کیا اور بعد میں وہ ان سے یہ کہتے ہوئے پھر گئے کہ وہ (شیطان) فرشتے جبریل تھے۔

آخر جب مسلمان کسی مذہبی شخصیت کی توہین نہیں کرتے ہیں، تو پھر دوسرے افراد اس طرح کی حرکتیں کیوں کرتے رہتے ہیں۔

اس کے پس پردہ درج ذیل وجوہات ہو سکتی ہیں:

1- محمد ﷺ پر حملہ کرنے والے افراد غیروں کے اتنی بڑی تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہونے اور تیزی کے ساتھ اس کی اشاعت سے خوف اور حسد میں مبتلا ہیں۔ بنا بریں لوگوں کو قبول اسلام سے روکنے کے لئے انھیں نبی ﷺ کی ایک حقارت آمیز تصویر دکھانا چاہتے ہیں۔ کیوں کہ انھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اسلام کی عمارت نبی کریم ﷺ کی درخشاں حیات طیبہ اور پاکیزہ تعلیمات پر قائم ہے۔ لہذا بزعم

کرتے ہیں۔ پروفیسر اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں ”محمد ﷺ کی شخصیت کے بارے میں مکمل حقیقت سے آگہی مشکل ہے۔ میں صرف اس کی ایک جھلک دیکھ سکتا ہوں۔ دلکش مناظر کا کیا ہی عجیب و غریب سنگم! یہ محمد نبی، محمد جنگجو، محمد تاجر، محمد سیاسی لیڈر، محمد مقرر، محمد مصلح، محمد غلاموں کے محافظ، محمد عورتوں کے حقوق کے نگہبان، محمد منصف، محمد صوفی۔ انسانی اعمال کے تمام شعبوں کے ان تمام شاندار کرداروں میں وہ ایک ہیرو کے مانند ہیں۔“

2- مائیکل ہارٹ Michael Hart اپنی کتاب Ranking of the Most The 100, A Influential Persons in the History, New York, 1978 کے صفحہ 33 پر لکھتے ہیں کہ ”ہو سکتا ہے کہ دنیا کی سب سے با اثر شخصیتوں کی فہرست میں سب سے پہلے محمد ﷺ کے نام کا میرا انتخاب کچھ قارئین کے لئے تعجب خیز امر ہو اور دوسرے کچھ لوگوں کے لئے سوال کا باعث بنے، لیکن وہی تن تنہا تاریخ میں ایک ایسی ہستی ہیں جو سیکولر اور مذہبی دونوں سطحوں پر مکمل طور پر کامیاب تھے۔ یہ بات تقریباً یقینی ہے کہ اسلام کا اضافی اثر عیسائیت پر عیسیٰ مسیح اور سینٹ پال کے مشترکہ اثر سے وسیع ہے اور میرے احساسات کے مطابق سیکولر اور مذہبی ملاپ کا یہ فاقد المثال اثر ہی ہے جو محمد ﷺ کو تاریخ انسانی میں بلا شرکت غیرے سب سے زیادہ مؤثر شخصیت ہونے کا اہل بناتا ہے۔“

لیکن انھیں کبھی کامیابی نہیں ملی۔ جب وہ اس قسم کی کوئی نئی خباثت کرتے ہیں تو وہ مسلمانوں کے اوپر اس کے اثر کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ نتیجتاً مسلمانوں کی جانب سے جتنا زیادہ سخت جذباتی رد عمل ہوتا ہے وہ اس سے اتنا ہی خوش ہوتے ہیں۔

5- مختصر یہ کہ محمد ﷺ اپنے اونچے مرتبہ کی قیمت ادا کر رہے ہیں۔ اگر آپ ﷺ کو نشانہ بنائے جانے کے پیچھے یہی اسباب و عوامل کارفرما ہیں تو ہمیں ان کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ان تمام وجوہات کا سبب حسد اور تعصب ہے، لیکن اس کے علاوہ ایک دوسری وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی عظمت و رفعت سے نا آشنا ہیں۔

اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ان کے سامنے آپ ﷺ کی ان پیغمبرانہ صفات کو پیش کریں جن کی وجہ سے وہ اشرف الانبیاء ہیں۔ لہذا ذیل میں محمد ﷺ کے بارے میں کچھ غیر مسلم دانشوران کی چشم کشا آراء پیش کی جا رہی ہیں جو آپ کی صفت خاصہ ’خلق عظیم‘ کو اجاگر کرتی ہیں۔

محمد ﷺ کے بارے میں غیر مسلم دانشوروں کی آراء:

1- فلسفہ کے ایک ہندوستانی پروفیسر کے ایس رام کرشنا راؤ اپنے کتابچہ Mohammad The Prophet of Islam (محمد، اسلام کے پیغمبر) میں انھیں (محمد ﷺ) انسانی زندگی کے لئے ایک مکمل نمونہ کے طور پر یاد

لئے انھوں نے ایک طاقتور متحرک سماج قائم کیا اور آنے والے سارے زمانوں کے لئے انسانی دنیا میں ایک زبردست انقلاب برپا کر دیا۔“

6۔ الفونسو دی لامر ٹائن Alfonso de Lamar tine ایک مشہور تاریخ داں گذرے ہیں۔ انھوں نے آپ ﷺ کی عظمت پر تعجب کرتے ہوئے کہا ہے کہ: ”محمد بیک وقت فلسفی، مقرر، پیغمبر، قانون داں، جنگ جو، خیالات کا فاتح، معقول عقائد اور معبودان باطلہ سے پاک دینی رسوم کو رواج بخشنے والا اور روحانی سلطنت کے بانی تھے۔ ان تمام معیاروں کا لحاظ کرتے ہوئے جن کے ذریعہ انسانی عظمت کو ناپا جاسکتا ہے، ہم بلا جھجک پوچھ سکتے ہیں کیا ان (ﷺ) سے بھی عظیم شخصیت کوئی ہے؟“

(Alfonso de Lamar tine,) TURQUIE, LA DE HISTOIRE (277-11, pp276: Paris, 1854, Vol

7۔ لین پول (Lane Pool) کا کہنا ہے کہ: ”وہ سب سے زیادہ وفادار پاسبان، سب سے زیادہ شیریں زباں اور دوران گفتگو سب سے زیادہ خوش اطوار تھے۔ جنھوں نے ان کو دیکھا وہ ان کی بہت تعظیم کرنے لگے اور جوان کے قریب آئے وہ انہی کے ہو گئے۔ جنھوں نے بھی آپ کی حیات طیبہ کا نقشہ کھینچا ہے ان کا کہنا ہے کہ ہم نے ان سے پہلے یا ان کے بعد ان جیسا کسی کو نہیں دیکھا، وہ

3۔ ایم کے گاندھی کی تحریر جو 1924 میں Young India میں شائع ہوئی: ”میری خواہش تھی کہ اس شخص کی زندگی کے بارے میں اچھی طرح معلومات حاصل کروں جس کی آج کروڑوں لوگوں کے دلوں پر حکومت چل رہی ہے۔ مجھے پہلے سے زیادہ یقین ہو گیا کہ وہ تلوار نہیں تھی جس نے نظام حیات میں اسلام کے لئے جگہ بنائی بلکہ یہ انتہا درجہ کی سادگی، نبی (ﷺ) کی کامل تواضع، وعدوں کا حد درجہ پاس و لحاظ، ان کا اپنے دوستوں اور متبعین کے لئے خود کو وقف کر دینا، ان کی بہادری، دلیری، خدا کی ذات میں مکمل اعتماد اور ان کا مشن تھا جس نے ہر چیز کو ان کے سامنے جھکا دیا اور تمام رکاوٹوں کو ختم کر دیا۔“

4۔ تھامس کلائی Thomas Calyle متعجب ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ ”کس طرح سے ایک تن تنہا آدمی آپس میں لڑنے والے قبیلوں اور خانہ بدوش بدوؤں کو دو دہائیوں سے بھی کم عرصہ میں ایک سب سے زیادہ طاقتور اور مہذب قوم کی شکل میں جوڑنے میں کامیاب ہوا!“

5۔ سر برنارڈ شا Sir Bernard Shaw آپ ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں: ”جتنے بھی لوگ آج تک دنیا میں آئے وہ ان میں سب سے زیادہ عظیم انسان تھے۔ انھوں نے ایک مذہب کی تبلیغ کی، ایک ریاست کی تعمیر کی، اخلاقی ضوابط متعین کئے، بہت ساری سماجی اور سیاسی اصلاحات کیں، اپنی تعلیمات کو پیش کرنے اور ان پر عمل کرنے کے

انسانی پر تمام انسانوں سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا۔ محمد ﷺ
Hisory of the Intellectual A
Development of Europe. Lodon
(330-pp3291:1875, Vol
11- پروفیسر ہر گروں جی Professor

HURGRONJE کے الفاظ میں: ”قوموں کے اس
اتحاد نے، جس کی بنیاد پیغمبر اسلام کے ذریعہ رکھی گئی، عالمی
اتحاد اور انسانی اخوت کے قوانین عالمی سطح پر اس طرح وضع
کئے کہ وہ دوسری تمام قوموں کے لئے مشعل راہ بن گئے۔ وہ
مزید لکھتے ہیں کہ ”حقیقت یہی ہے کہ دنیا کی ساری قومیں ایسی
مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں جیسی قوموں کے اتحاد کے
نظریہ کی مثال اسلام نے پیش کی ہے۔“

12- اینی بسنت Annie Besant کے مطابق:
”جو بھی عرب کے عظیم نبی کی زندگی اور اخلاق کا
مطالعہ کرے اور یہ بھی معلوم کرے کہ انھوں نے کیسے زندگی
گزاری اور زندگی کے اصول و آداب سکھائے، اس کے لئے
عظیم نبی کی تعظیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوگا جو کہ اللہ
کے ایک سب سے عظیم پیغمبر ہیں۔ گرچہ جو کچھ بھی میں آپ
کے سامنے رکھ رہا ہوں اس کے بارے میں میں کہوں گا کہ
ممکن ہے کہ ان میں سے بہت ساری چیزیں بہت سے
لوگوں کے لئے نئی نہ ہوں، پھر بھی میں جب انھیں دوبارہ
پڑھتا ہوں تو میں خود تعریف کا ایک نیا طریقہ اور اس عظیم

اکثر کم خنی سے کام لیتے لیکن جب کبھی وہ کلام کرتے تو بہت
ہی سوچ بچار کر اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ کرتے حتیٰ کہ
اپنے تو اپنے غیر بھی ان کے شیریں کلام کو نہ بھلا سکے۔“
Speeches and Table Talk of the
(Prophet Muhammad

8- پروفیسر جولیس مسرین Professor Jules
Masserman نے لکھا ہے: پستور Pasteur اور
سالک Salik جیسے لوگ پہلے اعتبار سے لیڈر ہیں۔ گاندھی
Gandhi اور کنفیوشس Confucius جیسے لوگ ایک
طرف اور الیکزینڈر Alexander، قیصر Caesar اور ہٹلر
Hitlor دوسری جانب دوسرے مفہوم میں اور شاید کہ
تیسرے معیار کے مطابق لیڈر ہیں۔ عیسیٰ Jesus اور
بدھ Buddha تنہا تیسرے درجہ میں ہیں۔ شاید کہ زمانوں
میں سب سے بڑے لیڈر محمد ﷺ ہیں جو ان تینوں
صفات کا پرتو ہیں۔“

9- دیوان چند شرم Diwan Chand Sharma
کے مطابق ”محمد ﷺ مجسم رحم تھے جنھوں نے اپنے ارد گرد کے
لوگوں پر اتنا گہرا اثر چھوڑا کہ وہ انھیں کبھی فراموش نہ کر سکے۔“
10- جان ولیم ڈرپیر ایم ایل ایل ڈی John

William Draper, M.D., L.L.D. کے
مطابق: جسٹینین Justinian کی 569 عیسوی کی موت
کے 4- سال بعد عرب کے مکہ میں وہ آدمی پیدا ہوا جو نسل

روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ آج کل دشمنان اسلام جو آپ ﷺ کی تصویر پیش کر رہے ہیں اس کا آپ کی شخصیت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ درحقیقت آپ ﷺ کی ذات اتنی عظیم تھی کہ آپ پر لب کشائی کی جرأت چاند کے صاف صاف شبیہ پر تھوکنے کے مترادف ہے۔ بلند پائے کے غیر متعصب جن مفکرین اور دانش ور حضرات نے بھی آپ ﷺ کی زندگی کا گہرا اور مکمل مطالعہ کیا ہے وہ آپ ﷺ کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو کہ اس کائنات کا عظیم خالق ہے اور جس نے ایسے عظیم پیغمبر کو وجود بخشا جن کی عظمت کو صفحہ قرطاس پر معرض وجود میں لانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اس باب کا حرف آخر یہی ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی نہ صرف ساری انسانیت کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے بلکہ ان لوگوں کے لئے بھی جنہوں نے آپ ﷺ کی حیات آئینہ دار پر دھبہ لگانے کی ناکام کوشش کی:

صورت تیری معیار کمالات بنا کر
دانستہ مصور نے قلم توڑ دیا ہے
(مضمون نگار مشہور عالم دین اور دارالعلوم دیوبند کے
شعبہ انگریزی زبان و ادب کے استاذ ونگراں ہیں۔)

☆☆☆

Aaina-E-Haque

E-mail:

aainaehaque80@gmail.com

عرب کے استاد کے لئے تعظیم کا ایک نیا طرز محسوس کرتا ہوں۔“
The life and Teachings of
(Muhammad, Madras 1932,p4
13- انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا Encyclopedia
Britannica: محمد (ﷺ) تمام انبیاء اور مذہبی شخصیات
میں سب سے زیادہ کامیاب شخصیت ہیں۔“

14- ریو آر بوسورٹھ اسمتھ Rev. Bosworth-
Smith اپنی کتاب "Muhammad and
Mohammadanism 1946 میں لکھتے ہیں ”قسمت
کے دھنی ہونے کے اعتبار سے محمد (ﷺ) تاریخ میں ایک عظیم
المثال شخصیت ہیں جو ایک قوم، ایک سلطنت اور ایک مذہب
کے بلا شرکت غیرے بانی ہیں۔“

”سلطنت اور چرچ دونوں کے سردار، وہ ایک ہی ذات
میں قیصر اور پوپ تھے، وہ پوپوں کے تصنع سے خالی ایک پوپ
اور قیصروں کی بڑی تعداد میں تیار فوج، محافظ، پولیس فورس
متعین آمدنی کے بغیر وہ ایک قیصر تھے۔ اگر کسی آدمی کو کبھی یہ
کہنے کا حق حاصل ہوا کہ اس نے خدائی منشاء کے مطابق
حکومت کی تو وہ محمد (ﷺ) تھے۔ کیوں کہ معاونین کی تائید
کے بغیر بھی ان کے پاس یہ ساری طاقتیں تھیں۔ انہوں نے
کبھی طاقت کے اظہار کی پروا نہیں کی۔ ان کی ذاتی سادگی
ان کی عوامی زندگی کی ترقی کا راز تھی۔“

عالم کے بڑے بڑے دانشوروں کی بیش قیمت آراء کی

مسلمانو! ایمانی غیرت جگاؤ

کچھ مرتب: سید عادل حقانی

کے مقابلہ میں آپؐ کی مدد کریں وہ مکمل فلاح پانے والے ہیں، زمانہ نبوت میں تو یہ تائید و نصرت آپؐ کی ذات کے ساتھ متعلق تھی اور آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کی شریعت اور آپؐ کے دین کی تائید و نصرت ہی آنحضرت ﷺ کی تائید و نصرت کا مصداق ہے۔

مسلمانوں نے تمام مذہبی طبقات کے جذبات کا پاس و لحاظ رکھا ہے، مگر افسوس کہ مغربی ممالک میں گزشتہ چند سالوں سے آئے دن رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے واقعات سامنے آرہے ہیں۔ چاہے وہ گستاخیاں کارٹون کے ذریعہ ہوں، جیسے فرانس کے بدنام زمانہ میگزین چارلی ہبڈو نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کارٹون شائع کیا تھا یا پھر نازیبا بیانات کی شکل میں۔

جیسے ابھی حال ہی میں فرانس کے صدر میکرون نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دل آزار بیان دیا اور فرانس کی مختلف عمارتوں پر گستاخانہ خاکے آویزاں کیے گئے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی گئی اور ان کی دل آزاری کی گئی ہے۔ اب یہ حرکت قطعاً ناقابل قبول ہے۔

(بقیہ 35 پر)

آپ ﷺ کی ہر طرح سے مدد کرنا ہمارا ایمانی حق ہے۔

اس سلسلہ میں اللہ پاک نے سورہ اعراف آیت نمبر 157 میں ارشاد فرمایا کہ:

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔

ترجمہ سو جو لوگ اس (نبی امی) پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی حمایت کرتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے ہی لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔

اس آیت کے تحت تفسیر مظہری میں ہے کہ عَزَّرُوهُ اس کی تعظیم کرتے ہیں یعنی قوت پہنچا کر (اس کی عملی) تعظیم کرتے ہیں وَنَصَرُوهُ اور دشمنوں کے خلاف اس کی مدد کرتے ہیں۔

اس آیت کے تحت حضرت مفتی محمد شفیع صاحب معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو آنحضرت ﷺ کی عظمت و محبت کے ساتھ آپؐ کی تائید و حمایت اور مخالفین

فرانس

میں تو ہین رسالت کا جنون

معصوم مراد آبادی

نو جوان نے اس کا سر قلم کر دیا۔ جوانی کا رووائی میں پولیس نے اس نو جوان کو بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا، لیکن اس واقعہ پر فرانس کے صدر میکرون نے اشتعال انگیز رویہ اختیار کیا۔ انھوں نے نہ صرف اس واقعہ کو اسلامی دہشت گردی قرار دیا بلکہ مقتول ٹیچر کے جنازے میں شرکت کر کے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں کچھ ایسی باتیں کہیں جو ان کی مسلم دشمن ذہنیت کی ترجمان تھیں۔ اس کے بعد پوری مسلم دنیا میں فرانس اور صدر میکرون کے خلاف احتجاج شروع ہو گیا اور مسلمان ناموس رسالت کی خاطر بے تحاشا سڑکوں پر نکل آئے۔ سب سے بڑا احتجاجی جلوس بنگلہ دیش کی راجدھانی ڈھاکہ میں برآمد ہوا اور مسلم ملکوں میں فرانسیسی مصنوعات کا بائیکاٹ شروع ہو گیا۔ سعودی عرب، ترکی اور پاکستان جیسے ملکوں نے فرانس کے رویے کی شدید مذمت کی اور میکرون کے خیالات کو مسترد کر دیا۔ اس کے بعد دنیا دو حصوں میں بٹ گئی ہے۔ ایک طرف وہ یورپی ممالک ہیں جو اس معاملے میں فرانس کی پشت پر ہیں اور دوسرے وہ ہیں

مسلمانوں کو اپنے پیارے نبی سے جو والہانہ محبت اور عقیدت ہے، اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ دنیا اس حقیقت کو جانتی اور سمجھتی بھی ہے، لیکن اس کے باوجود آئے دن ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں جن میں حضرت محمد کی شان میں جان بوجھ کر گستاخی کی جاتی ہے اور مسلمانوں کے صبر و ضبط کا امتحان لیا جاتا ہے۔ عام طور پر مسلمان اپنے نبی کی پیروی کرتے ہوئے ایسے واقعات پر صبر و ضبط کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن ان کے صبر کا پیمانہ اس وقت چھلک جاتا ہے جب کوئی جان بوجھ کر ان کے جذبات کو چھلنی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا ہی واقعہ گزشتہ دنوں فرانس میں پیش آیا، جہاں ایک اسکول ٹیچر نے اظہار رائے کی مثال کے طور پر طلباء کو تو ہین رسالت پر مبنی وہ کارٹون دکھائے جن پر ماضی میں پوری دنیا کے اندر ایک طوفان برپا ہو چکا ہے اور خود فرانس میں اس معاملے پر زبردست خونریزی ہو چکی ہے۔

فرانسیسی اسکول ٹیچر کی دریدہ ذہنی سے مشتعل ایک مسلم

جو فرانس کے رویے سے نالاں ہیں۔

ہندوستان میں بھی فرانس کے واقعہ کا شدید رد عمل ہوا اور عید میلاد النبیؐ کے موقع پر نماز جمعہ کے بعد تمام شہروں میں مسلمانوں نے احتجاجی جلوس نکالے، لیکن سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہندوستان نے اس معاملے کو دہشت گردی سے جوڑ کر فرانس کی اندھی حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ پہلے وزارت خارجہ نے میکرون کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا اور اس کے اگلے روز خود وزیراعظم نریندر مودی میدان میں آئے۔ المیہ یہ ہے کہ حکومت ہند نے اس معاملے میں فرانس کے موقف کی تو تائید کی لیکن خود اپنے ملک میں آباد ان کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کا کوئی خیال نہیں رکھا جن کے مذہبی جذبات چھلنی ہیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ہماری حکومت مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے اس حد تک بے پروا نظر آرہی ہے، ورنہ ماضی کی حکومتوں نے ہمیشہ مسلم جذبات کو پیش نظر رکھ کر ہی اپنی خارجہ پالیسی ترتیب دی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ 90 کی دہائی میں جب سلمان رشدی کا شرانگیز ناول 'شیطانی آیات' منظر عام پر آیا تھا تو ہندوستان پہلا ملک تھا جس نے مسلمانوں کے زخمی جذبات کا خیال کرتے ہوئے سب سے پہلے اس پر پابندی لگائی تھی۔ مگر آج جس پارٹی کے ہاتھوں میں ملک کا اقتدار ہے، اس کے بارے میں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں کیا سوچ رکھتی ہے اور مسلم مخالف

طاقتوں سے اس کی قربتوں کا راز کیا ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں ان لوگوں کی طرف سے اظہار رائے کی آزادی کے نام پر فرانس کی حمایت کی جارہی ہے جنہوں نے ایم ایف حسین جیسے مایہ ناز پینٹر کا جینا حرام کر دیا تھا۔ ہندو دیوتوں کی عریاں پینٹنگ بنانے کے 'جرم' میں ایم ایف حسین کے خلاف ایسی گھناؤنی مہم چلائی گئی کہ انہیں جلا وطنی اختیار کر کے قطر میں پناہ لینی پڑی اور دیار غیر میں ہی ان کی موت واقع ہوئی۔ ایم ایف حسین کے بارے میں سبھی جانتے ہیں کہ وہ عالمی شہرت یافتہ پینٹر تھے اور انہوں نے پوری دنیا میں ہندوستان کا سر بلند کیا تھا۔

یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے کہ فرانس میں تو ہین رسالت کے جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے بلکہ وہاں مسلسل اس قسم کے تکلیف دہ واقعات رونما ہو رہے ہیں اور اس کو باقاعدہ ایک کاروبار کی شکل دے دی گئی۔

فرانس یورپ کا اکلوتا ملک ہے جہاں سب سے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ فرانس میں ان کی آبادی پچاس لاکھ ہے جو کسی بھی یورپی ملک سے زیادہ ہے۔ یہ تعداد فرانس کی آبادی کا دس فیصد ہے اور یہ لوگ کہیں باہر سے آ کر فرانس میں آباد نہیں ہوئے ہیں بلکہ یہاں کے اصل باشندے ہیں۔ فرانس میں اسلاموفوبیا کا رواج نیا نہیں ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ 2005 میں پیرس میں عوامی مقامات پر مسلم خواتین کے حجاب پہننے پر اعتراض کیا گیا اور اس معاملہ پر تصادم کی نوبت

مذہبی جذبات سے مسلسل کھلواڑ کر رہے ہیں، لیکن انھوں نے اس انتہائی سنگین معاملے کو اظہار رائے کی آزادی سے جوڑ کر اپنی بدوق کا رخ الٹے ان مسلمانوں کی طرف موڑ دیا جن کے جذبات کو چھلنی کیا گیا تھا۔ یورپ نے بھی ان کے اس اقدام کی تائید کر کے آگ میں تیل ڈالنے کا کام کیا۔ حالانکہ اقوام متحدہ نے اس معاملہ میں میانہ روی اختیار کی اور انصاف پر مبنی موقف اختیار کیا۔ اقوام متحدہ کے ’تہذیبوں کے اتحاد‘ سے متعلق یونٹ کے سربراہ میگل نے کہا کہ ”ایک مذہب کے عقائد پر حملہ کیا گیا جس نے بے گناہ شہریوں کو تشدد کی کارروائیوں پر اکسایا۔“ انھوں نے خبردار کیا کہ ”مذاہب اور مقدس شخصیات کو نشانہ بنانے جیسے اقدامات سے نفرتیں جنم لیتی ہیں، جو معاشرے کی تقسیم اور شدت پسندی کو ہوا دیتی ہیں۔“ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ”دنیا میں امن اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے کے لئے مذاہب کا باہمی احترام بہت ضروری ہے۔“ ان کا کہنا تھا کہ ”آزادی اظہار کا استعمال اس انداز میں ہونا چاہئے جس میں مذاہب، ان کی تعلیمات اور اصولوں کا احترام بھی ملحوظ رکھا گیا ہو۔“

آج پوری دنیا کے اندر اسلاموفوبیا تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ فرانس کا تازہ واقعہ اس کی مثال ہے، لیکن اس مرحلہ میں مسلمانوں کو صبر و ضبط سے کام لینا چاہئے اور مشکل دور میں اسلامی تعلیمات اور قرآن سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔ (بقیہ 35 پر)

آئی۔ یہ معاملہ اتنا آگے بڑھا کہ 2010 میں فرانس میں حجاب پر پابندی عائد کر دی گئی۔ اس کے بعد 2011 میں فرانسیسی میگزین ’چارلی ہیلڈ‘ نے رسول اللہ کے کارٹون بنانے کی جرأت کی، جس سے پوری دنیا کے مسلمانوں میں بے چینی پھیل گئی اور اس گھناؤنی حرکت کے خلاف مسلمانوں نے عالمگیر سطح پر احتجاج درج کرایا۔ 2015 میں ’چارلی ہیلڈ‘ کے دفتر میں داخل ہو کر حملہ آوروں نے توہین آمیز کارٹونس بنانے والے 12 لوگوں کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد پیرس اور اس کے نواحی علاقوں میں ہوئی دہشت گردانہ کارروائیوں سے پوری دنیا میں ہلچل مچ گئی۔ ظاہر ہے یہ واقعات اس بات کے متقاضی تھے کہ فرانس ان سے سبق حاصل کرتا اور اہانت رسولؐ کے خلاف کوئی مؤثر قانون وضع کر کے ان لوگوں کی حوصلہ شکنی کرتا جو جان بوجھ کر مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھلواڑ کر رہے تھے، لیکن فرانس نے ایسا کوئی اقدام نہیں کیا اور اب تو حد یہ ہوئی کہ موجودہ صدر میکرون نے ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی اور اس واقعہ کا الزام اسلام اور مسلمانوں کے سر منڈھ دیا۔

فرانس میں ایک اسکول ٹیچر کا قتل اور اس کے بعد چرچ میں تین بے گناہوں کی ہلاکت دراصل فرانسیسی حکومت اور صدر میکرون کی اشتعال انگیزی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے جان بوجھ کر حالات کو خراب کیا ہے۔ اگر ان میں ذرا بھی سوجھ بوجھ ہوتی تو وہ ان لوگوں کی مذمت کرتے جو مسلمانوں کے

ہندوستان

فرانس کی حمایت میں اُترا

بھارت کی ہندو تو اسرکار کی شرمناک اسلام دشمنی

محمد سمیع اللہ خان

یہ جہاں ہندوستان کے لیے بالکل شرمساری کا مقام ہے وہیں یہ موجودہ بھارتی حکومت کا اتنا واضح اسلام دشمن چہرہ ہے کہ اب ان ہندو تو الوگوں کو مزید سمجھنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

بھارتی حکومت کو فرانس کی گستاخیوں کے خلاف بولنا چاہئے تھا۔ منصفانہ خارجہ پالیسی کے اعتبار سے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی توہین پر یہ حکومت چپ رہی، البتہ فرانس کے ملعون اور بدگوئی کرنے والے صدر کے احترام و وقار کی فکر انہیں ضرور ستا رہی ہے، یہ حکومت رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والے استاذ کے معاملے کو عالمی قضیہ بنا رہی ہے لیکن یہ نبیؐ کے کارٹون اور استہزاء پر چپ ہے اور گستاخ رسالت کے ہی تناظر میں فرانس کے صدر کی ذات کی حمایت میں آفیشیل بیانہ جاری کیا گیا یہ بیچارے بت پرست ہندو دراصل حرمت رسول ﷺ کے لیے اسلامی دنیا کے جذبات اور اردوغان کی مخالفت کر رہے ہیں۔

آر۔ ایس۔ ایس جو کہ غیر ہندو برہمنوں کی غلامی اور مسلمانوں کی نسل کشی میں یقین رکھنے والی دہشتگرد تنظیم ہے

ہندوستان کی وزارت خارجہ نے آفیشیل بیان جاری کرتے ہوئے فرانس کے صدر میکرون کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ اپنے بیان میں وزارت خارجہ برائے حکومت ہند نے کہا کہ:

"ہم فرانس کے صدر میکرون کے خلاف ناقابل قبول لہجے میں ذاتی حملوں کی سختی سے مذمت کرتے ہیں، یہ عالمی مذاکراتی معیار کی خلاف ورزی ہے، ہم دہشتگردانہ حملے میں مارے گئے فرانسیسی ٹیچر (گستاخ رسول ﷺ) کے قتل کی مذمت کرتے ہیں جس نے پوری دنیا کو دھچکا پہنچا دیا ہے اور ہم مقتول ٹیچر اور اس کے اہل خانہ اور فرانس کے لوگوں کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں"

اس آفیشیل حمایت کو فرانس نے بہت خوش خوشی قبول کرتے ہوئے انڈیا کا شکریہ بھی ادا کیا ہے۔

یہ بیان جاری کر کے درحقیقت موجودہ ہندوستانی حکومت نے باضابطہ شان رسالت ﷺ میں گستاخی کو حمایت دی ہے اور حرمت رسول ﷺ کے خلاف گھٹیا فرانسیسی اقدامات کو سپورٹ کر دیا ہے۔

بھارت میں مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھائے ہیں اور اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں وہ اب پوری بے شرمی سے ہمارے نبیؐ پر کچڑ اچھالنے والوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے ہیں ایسے لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کا موقف کیا ہوگا؟ کیا ہر شعبے میں موجود ہم مسلمانوں کی سیاسی، مذہبی و ملی لیڈر شپ کم از کم اس شرمناک موقع پر متحد ہو کر ہندوستانی حکومت کے موقف کو سختی سے مسترد کرے گی؟ یا رہے گا نام مٹن میاں کی سیکولر وطن پرستی کا؟

میرے پاس تکنیکی... آئینی اور واقعاتی دلائل ہیں جن کی روشنی میں وزارت خارجہ کا اسٹینڈ غلط ہے لیکن ابھی میں بحیثیت مسلمان دو ٹوک وزارت خارجہ کے اس متعصبانہ موقف کو ریجیکٹ کرتا ہوں، اس سے اختلاف کرتا ہوں اور حرمتِ رسول ﷺ کے ساتھ ہوں۔

☆☆☆

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہروں میں
پسندیدہ مقامات مساجد ہیں
اور ناپسندیدہ مقامات بازار ہیں۔
(مسلم ۱/۴۶۴)

اس کا سیاسی ونگ بھارتیہ جنتا پارٹی ہے جو اس وقت بھارت کے اقتدار پر قابض ہے، یہ حکومت اب تک پورے ملک میں مسلمانوں کی خلاف دشمنی، نفرت اور خونریزی پھیلا رہی تھی، لیکن اب یہ حکومت دنیا بھر کے لاکھوں کروڑوں اور خود اپنے ملک کے تیس کروڑ مسلمانوں کی جان و مال سے بڑھ کر شانِ رسالت ﷺ والے مسئلے میں مسلمانوں کے خلاف موقف اختیار کر رہی ہے، انہوں نے بالکل واضح کر دیا کہ اب انڈین گورنمنٹ بھارتی مسلمانوں کے ساتھ کیسے رہے گی؟ اور عالمی دنیا میں اسلام مخالف اسلاموفوبیائی خیمے میں نظر آئے گی، کاش کہ عالم عرب نے اپنا ضمیر بیچ کر مغرب کی چا پلوسی اور صہیونیت کی غلامی نہ کی ہوتی تو آج حکومت ہند کا آفیشیل موقف اسلام کے خلاف نہ ہوتا، اے کاش گزشتہ ستر سالوں کے ہندی مسلمانوں نے اس ملک میں ووٹر اور حاشیہ بننے کے بجائے طاقتور بننے کی کوشش ہوتی تو اپنے ہی ملک کی ۳۰ کروڑ آبادی کے خلاف جا کر موقف اختیار کرنے کی ہمت سرکار نہیں کرتی، لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شد، آج ہمارا وطن عالمی سطح پر رسول اللہ ﷺ کی گستاخی اور توہین کا ساتھ دے رہا ہے اور ہم ۳۰ کروڑ مسلمان اُس ملک میں رہتے ہیں اور اسی ملک کے سیکولرزم اور دلش بھکتی کے لیے اسلامی شعائر اور ایمانی اخوت کو ہم مسلمان ستر سال سے روندتے آئے لیکن شریکِ وطنیت کا انجام کار بالآخر رسوائی پر منتج ہو گیا۔

اب دیکھنا ہوگا کہ بھاجپا، آر۔ ایس۔ ایس جو کہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ کا ۱۰۰ سالہ سفر

کمزور طبقہ خاص کر مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی

دور کرنے میں جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی کا اہم کردار

کچھ ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

سے پی ایچ ڈی تک ہر مرحلہ کی تعلیم جامعہ ملیہ اسلامیہ میں دی جاتی ہے۔ جامعہ میں لاکھوں کتابوں پر مشتمل ڈاکٹر حسین لاہوری ہے، جو نئے طرز پر سعودی عرب کے بادشاہ شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے ۳ ملین ڈالر کے عطیہ سے ۲۰۰۶ء میں تیار ہوئی ہے۔ عرصہ دراز سے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ایک میڈیکل کالج کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، مختلف حکومتوں کی طرف سے وعدے بھی کئے گئے، خاص کر اکھلیش یادو کی سابقہ حکومت نے اس کا مکمل یقین دلایا تھا کہ جامعہ کیمپس سے متصل اتر پردیش سرکار کی خالی جگہ میڈیکل کالج اور اسپتال کے لئے دی جائے گی مگر ابھی تک اس پر کوئی پیش رفت نہ ہو سکی۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے ۱۰۰ سال مکمل ہونے کی مناسبت پر ہم موجودہ سرکار سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مہاتما گاندھی کی تائید سے شیخ الہند مولانا محمود حسن کی سرپرستی میں مجاہدین آزادی کے ذریعہ قائم کردہ جامعہ ملیہ اسلامیہ میں میڈیکل کالج کے لئے

۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء کی قائم شدہ ”جامعہ ملیہ اسلامیہ“ کو آج (۲۹ اکتوبر ۲۰۲۰ء) ۱۰۰ سال مکمل ہو گئے۔ ہمارے اسلاف کے خلوص اور ان کی عظیم قربانیوں نے اس ادارہ کو ایسے بلند مقام تک پہنچا دیا کہ آج جامعہ ملیہ اسلامیہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کی معیاری یونیورسٹیوں میں سے ایک شمار کی جاتی ہے۔

۹ فیکلٹیوں، ۱۰ ماس کمیونیکیشن جیسے مختلف سینٹروں اور پانچ اسکولوں پر مشتمل اس وقت جامعہ میں مختلف مذاہب کے ۲۵۰۰۰ طلبہ و طالبات بالخصوص مسلمان بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ میں اسی ماہ تین اہم نئے شعبے کھولے گئے ہیں:

Foreign Languages (۱)

Hospital Management (۲)

Environment Science (۳)

ان شاء اللہ ترقی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ غرضیکہ نرسری

ڈاکٹر ذاکر حسین، پروفیسر محمد مجیب اور دیگر اکابرین کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ صرف ایک تعلیمی درس گاہ نہیں بلکہ مختلف علوم و فنون کا ایسا علمی گہوارہ ہے جسے ہمارے اسلاف نے خون جگر سے سینچا اور پروان چڑھایا۔ اس ادارہ کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے بانیان ہندوستان کی جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لینے والے ہیں۔ جامعہ کا قیام اُس وقت اور اُن حالات میں عمل میں آیا جب آزادی کی تحریک اپنے شباب پر تھی۔ جامعہ کے اکابرین آزادی کی تحریک سے براہ راست جڑے ہوئے تھے۔ غرضیکہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام ہندوستان کی جنگ آزادی کے لپٹن سے ہوا ہے۔ اسی وجہ سے جامعہ کے خمیر میں سیکولرزم، آزادی، حب الوطنی، روشن خیالی اور رواداری پہلے ہی دن سے موجود ہے۔ جامعہ کے قیام کا مقصد جہاں اقلیتوں میں تعلیمی پسماندگی کو دور کرنا ہے وہیں اردو زبان کا فروغ بھی اہم مقصد ہے، اسی وجہ سے ابتداء ہی سے بڑے بڑے اردو شعراء وادباء جامعہ ملیہ اسلامیہ کی زیارت کیا کرتے تھے۔

اس وقت جامعہ ملیہ اسلامیہ پوری دنیا میں تعلیمی میدان میں خاص شناخت رکھتی ہے۔ جامعہ سے تعلیم حاصل کر کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد اندرون و بیرون ملک بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو کر جہاں برسر روزگار

زمین اور درکار رقم کی فراہمی کا انتظام کیا جائے۔ اگست ۲۰۲۰ء میں ہندوستان کی مرکزی وزارتِ تعلیم نے ملک کی سینٹرل یونیورسٹیوں کی جو فہرست جاری کی تھی اس میں جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی کا نام سرفہرست تھا، یعنی ۲۰۲۰ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ ہندوستان کی سب سے معیاری یونیورسٹی ہے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ نے ۹۰ فیصد نمبرات حاصل کر کے پہلی پوزیشن حاصل کی جبکہ راجیو گاندھی یونیورسٹی، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے بالترتیب ۸۳ فیصد، ۸۲ فیصد اور ۷۸ فیصد نمبرات حاصل کئے۔ یہی وہ جامعہ ہے جسے ۲۰۱۹ء کے اواخر اور ۲۰۲۰ء کی ابتدا میں بعض شریک عناصر نے بدنام کرنے کی مذموم کوشش کی تھی، مگر قابل مبارک باد ہیں جامعہ کی انتظامیہ، اساتذہ اور طلبہ جنہوں نے ملک مخالف طاقتوں کی گولیوں کا جواب گولی سے نہ دے کر تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو کر دیا۔ ملک میں مختلف درپیش مسائل کا مقابلہ ہم تعلیم حاصل کر کے ہی کر سکتے ہیں۔

۱۹۲۰ء میں مہاتما گاندھی کی سرپرستی میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کے دست مبارک سے قائم جامعہ ملیہ اسلامیہ آج دنیا کی اہم یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے، جس کے قیام اور اس کی آبیاری کے لئے حکیم اجل خان، ڈاکٹر مختار احمد انصاری، عبدالمجید خواجہ، مولانا محمد علی جوہر،

اوکھلا میں منتقل ہوئی جہاں محبین جامعہ نے زمینیں خرید کر جامعہ کے لئے وقف کیں۔ ۱۹۶۲ء میں جامعہ کو یونیورسٹی اور ۲۶ دسمبر ۱۹۸۸ کو مرکزی یونیورسٹی کا درجہ حاصل ہوا۔ جامعہ کے نام سے اسلامیہ کالیفظ نکالنے کی بھی کوشش ہوئی مگر محبین جامعہ خاص کر مہاتما گاندھی نے اس کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ غرضیکہ اکابرین ملت نے اپنی جان و مال و وقت کی قربانی سے جامعہ ملیہ اسلامیہ کو سنبھالا ہے جو آج الحمد للہ روشن چراغ کے مانند پورے ملک کو روشن کر رہا ہے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ ہی ایسی عظیم سرکاری یونیورسٹی ہے جس نے ہندوستانی مسلمانوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ اب ہندوستان کی مائے ناز مرکزی یونیورسٹی ہے جہاں نہ صرف مسلمانوں کے مختلف مسلکوں سے وابستہ ہزاروں طلبہ پڑھتے ہیں بلکہ مختلف مذاہب کے ماننے والے بھی اس سیکولر ادارہ میں زیر تعلیم ہیں۔ جامعہ کے قیام کے دوران مختلف افکار و نظریات رکھنے والوں کے ساتھ میل جول کے ذریعہ دوسروں کے ساتھ حسن سلوک، رواداری، خیر سگالی، انسان دوستی، تحمل اور برداشت کرنے جیسی اہم صفات ہمارے اندر پیدا ہوئیں یا ان میں تقویت حاصل ہوئی۔ ☆☆☆

ہیں وہیں قوم و ملت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دنیا کی عظیم شخصیات کو جامعہ نے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری سے بھی نوازا ہے۔ جامعہ کے متعدد شعبوں بالخصوص انجینئرنگ کالج، ٹیچرس ٹریننگ کالج، ماس کمیونیکیشن سینٹر، سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ، شعبہ عربی، شعبہ اردو وغیرہ کو پوری دنیا میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ جامعہ کے طلبہ دنیا کے چپہ چپہ پر مختلف میدانوں میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کا نام روشن کر رہے ہیں۔

جناب سرسید احمد خان نے علی گڑھ میں ایک تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھی تھی، لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ سرسید احمد خان کو انگریزوں سے قربت حاصل تھی۔ اس لئے مجاہدین آزادی کو اس پر تشویش تھی، لہذا ہندوستان کی جنگ آزادی میں حصہ لینے والوں نے بھی علی گڑھ میں ہی ایک تعلیمی ادارہ ”جامعہ ملیہ اسلامیہ“ کی بنیاد ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو علی گڑھ کالج کی جامع مسجد میں رکھی۔ پانچ سال کے بعد ۱۹۲۵ء میں جامعہ دہلی کے قزول باغ کے کرایہ کے مکانوں میں منتقل ہوئی، جہاں جامعہ میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ قریب تھا کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ کو بند کر دیا جائے مگر متنبین جامعہ کی ایک ٹیم آگے بڑھی اور اپنی خدمات پیش کر کے انہوں نے جامعہ کو نہ صرف مشکل وقت سے باہر نکالا بلکہ ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا۔ ۱۹۳۵ء میں جامعہ

عبداللہ شیشان کا عشق

بھ ادارہ

نے پھر سے خاکے بنائے اور اس بار طلبہ کو بھی بنانے کا کہا۔ یہ دیکھ کر عبداللہ کے جذبات شدید مجروح ہوئے۔ وہ اندر سے ٹوٹ گیا۔ اسے اپنی زندگی بے کار لگنے لگی۔ فرانس کی چکاچوندھ ترقی اور اسبابِ عیش و عشرت میں اس کا دم گھٹنے لگا۔ وہ اپنے عشق کے ہاتھوں بے بس ہو چکا تھا۔ وہ عشق کے "عین" "شین" سے گزر کر "قاف" کو بھی عبور کر چکا تھا۔ عقل سے ماوراء عشق نے عبداللہ کو بے خود سا کر دیا۔ اس نے خنجر اٹھا کر کارٹونسٹ کا تعاقب شروع کر دیا۔ شام 5 بجے کے قریب موقع پا کر اس نے سیموئل کی گردن دبوچ لی اور آٹا فانا اس کا سر قلم کر کے رکھ دیا۔ سیموئل کی گردن زمین پر پڑی تھی اور ادھر عبداللہ کی روح کو سکون مل گیا تھا۔ وہ جس منزل کی تلاش میں سرگرداں تھا، وہ آخر اسے مل چکی تھی۔ اسی لمحے سائرین کی گونج میں پولیس کی گاڑیاں پہنچ گئیں۔ عبداللہ مسکرا رہا تھا۔ اس نے ہاتھ میں خنجر اور ایک پستل تھام رکھی تھی۔ 18 سالہ اس خوب رو جوان سے پولیس اس قدر خوفزدہ تھی کہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔ پھر عشق کی آخری حد بھی پوری ہو گئی۔ عبداللہ نعرہ بکسیر بلند کر کے آگے بڑھا اور دوسری

فرانسیسی نوجوان عبداللہ شیشان نے گستاخ کارٹونسٹ معلم کا سر قلم کر دیا۔ 2002 میں روس کے دارالحکومت ماسکو میں پیدا ہونے والا عبداللہ عام نوجوانوں کی طرح دل میں کئی خواب سجائے زندگی کی منزلیں طے کر رہا تھا۔ خانہ جنگی اور بد امنی سے اسے نفرت تھی، کیونکہ اسی عفریت نے اس کے ماں باپ کو چیچنیا چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ حالات نے عبداللہ کے خاندان کو فرانس کی سرزمین پر پناہ گزین کی حیثیت سے جگہ دلوائی تو اس نے جی لگا کر پڑھنا شروع کر دیا۔ وہ خود کو سنوار کر ایک خوشگوار زندگی گزارنا چاہتا تھا۔ پیرس کی گلیوں میں عبداللہ کی زندگی اس وقت بے چینی کا شکار ہو گئی جب اس کے اسکول ٹیچر سیموئل نے آپ علیہ السلام کے گستاخانہ خاکے بنائے۔ کلاس کے مسلم بچوں نے اس بات کی شکایت کی جس پر والدین نے انتظامیہ کے پاس اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا۔ عبداللہ کو تب بہت مایوسی ہوئی جب یہ سلسلہ پھر سے شروع ہو گیا۔ عبداللہ کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔

یہ 16 اکتوبر کی تاریخ اور جمعہ کا دن تھا۔ کارٹونسٹ معلم

بقیہ: مسلمانو! ایمانی غیرت جگاؤ

دنیا کے کسی بھی حصہ میں حضور ﷺ کی یا اہل بیت کی یا آپ کے صحابہ کرامؓ کی شان میں ذرہ برابر بھی کوئی گستاخی یا بدتمیزی ہوتی ہے تو بالعموم اہل ایمان کی اور بالخصوص اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ شریعت کی روشنی میں اور ملکی قوانین کو پیش نظر رکھ کر جس قدر ممکن ہو سکے ان حضرات کی جانب سے دفاع کرتے رہیں اور جس قدر ہو سکے اولاً ہم خود آپ کی سیرت اور آپ کی تعلیمات و ہدایات پر عمل کریں پھر اس کو عام کرنے اور اس کو پھیلانے کی فکر کریں اور خاص طور پر انسانیت پر مبنی ہدایات کو پھیلا کر حضور ﷺ کی مدد و نصرت فرمائیں۔ یہی ایمان کا اور رسول ﷺ کی محبت کا تقاضہ ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو توفیق نصیب کرے۔ آمین ☆☆☆

بقیہ: فرانس میں توہین رسالت کا جنون

کیونکہ فرانسیسی حکومت اور صدر میکرون کا طرز عمل فرانسیسی باشندوں میں اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو روکنے کا ایک ہتھکنڈہ معلوم ہوتا ہے۔ اسلام اس وقت پورے یورپ میں تیزی سے پھیلنے والا واحد مذہب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو بدنام کرنے کی مہم شباب پر ہے اور نئے ہتھکنڈے اختیار کئے جا رہے ہیں جس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ☆☆☆

طرف سے پولیس مین کی پٹل سے گولی نکل کر عبداللہ کی طرف بڑھنا شروع ہوئی۔ پیرس کی سرزمین جہاں جانا کسی بھی انسان کا خواب ہوتا ہے، جہاں کی چمک دمک دیکھنے والی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے، جہاں کی سچ دھج سے کوئی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، اسی پیرس کی زمین میں آج عشق جھوم رہا تھا۔ عشق حقیقی نے اس شام دنیاوی لذتوں کو ٹھوکر ماردی۔ عبداللہ کی تکبیر جوں ہی ختم ہوئی، گولی اس کے سر میں پیوست ہو گئی۔ شہید کی روح موت سے پہلے نکل جاتی ہے، عبداللہ کو موت کی سختی نہیں جھیلنی پڑی، عبداللہ کی روح "فزت ورب الکعبہ" (رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا) کی صدا لگا کر جسم سے کوچ کر گئی۔ فرشتوں کی قطاروں میں عبداللہ مسکراتا ہوا جنت کی جانب چل پڑا جہاں سرکار دو جہاں، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عاشق کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ عبداللہ کا پیغام دنیا کے نام تھا کہ جب تک آزادی اظہار کے نام پر مسلمانوں کی عزیز ترین متاع پر ڈاکے ڈالے جائیں گے، تب تک ہزاروں خوبرو عبداللہ پیرس، جرمنی، امریکہ و یورپ کی سرزمینوں میں اپنی زندگیاں قربان کرتے رہیں گے۔ غازی علم الدین شہید سے لے کر عبداللہ تک کی تاریخ اس بات کی کھلی گواہی ہے! ☆☆☆

میگزین و نمبرات کے لئے وہاٹس اپ کریں
+91-8586838060

چشم کُشا تراشے

سچے مولانا محمد راضیٰ نفیس مظاہری صدر دینی تعلیمی بورڈ جمعیت علماء ہند ضلع غازی آباد

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خود احقر کا مشاہدہ ہے کہ تین دانے ان کھجوروں کے جو حن خاص مسجد نبوی میں نصب ہیں اسی سال لا کر حضرت اعلیٰ کی خدمت میں پیش کیے تھے۔ اس کی حضرت نے اس قدر وقعت فرمائی کہ نہایت اہتمام سے ان کے ستر سے بھی زائد حصے فرما کر اپنے اقربا و مخلصین و محبین میں تقسیم فرمائے اور اپنا بھی ان میں ایک حصہ قرار دیا۔ (الشہاب الثاقب ص-53)

جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی ہوتا تھا ان کو بھی حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے باعث ایذا جناب رسالت مآب علیہ السلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیے اگر مقدور ہو اور اگر وہ باز نہ آوے تو قتل کر دینا چاہیے کہ موذی و گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین ﷺ کا ہے۔ (الشہاب، ص-50)

حرم نبوی کے آداب

حرم نبوی میں حاضری کے آداب لکھتے ہوئے زبدۃ المناسک میں فرماتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ کو چلے تو کثرت درود شریف کی راہ میں بہت کرتا رہے۔ پھر جب درخت وہاں کے نظر پڑیں تو زیادہ کثرت کرے جب عمارت وہاں کی نظر آوے تو درود پڑھ کر کہے اللھم هذا حرم نبیک فاجعله وقایۃ لی من النار و امانا من العذاب و سوء الحساب اور مستحب ہے کہ غسل کرے یا وضو اور کپڑا صاف اچھا لباس پہنے اور نئے کپڑے ہوں تو بہتر اور خوشبو لگائے اور

حجرہ مطہرہ کا جلا ہوا زیتون کا تیل

حجرہ مطہرہ نبویہ کا جلا ہوا زیتون کا تیل وہاں سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مخلصین نے ارسال کیا تھا۔ حضرت نے باوجود نزاکت طبعی کے جس کی حالت عام لوگوں پر ظاہر ہے اس کو پی ڈالا حالانکہ اولاً زیتون کا تیل خود بے مزہ ہوتا ہے۔ ثانیاً بعد جلنے کے اس میں اور بھی تغیر ہو جاتا ہے۔

(الشہاب الثاقب، ص-50)

گستاخ رسول ﷺ کے لیے سخت سزا

باسمہ تعالیٰ

بیادگارہ حضرت مولانا سراج احمد خان صاحب امروہوی فاضل حضرت اقدس شاہ مولانا محمد شرف علی صاحب خانوی نورانیہ قادریہ

جامعہ کبیرہ سراج العلوم راجہ جیونگر، منڈولی، دہلی ۱۱۰۰۹۳

ایک نظر میں

ادارہ کا نام: جامعہ کبیرہ سراج العلوم

زیر نگرانی: آل انڈیا سراج العلوم ٹرسٹ (رجسٹرڈ) دہلی

سن قیام: ۱۶/جمادی الاول ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز جمعرات

سنگ بنیاد: مورخہ ۱۶/ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۰۳ء بروز پیر

سرپرستان: حضرت مولانا قاری سید حبیب احمد باندوی مدظلہ جانشین عارف باللہ

حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی

حضرت مولانا محمد اسماعیل راجہ حفظہ اللہ سبانی مہتمم دارالعلوم زکریا جواگڑ گجرات

طلباء و طالبات کی کل تعداد: 235

دارالاقامہ میں مقیم طلباء کی کل تعداد: 110

مدرسین و ملازمین کی کل تعداد: 13

بانی و مہتمم: (قاری) محمد فاروق جمالی بن حاجی محمد واعظ حفظہ اللہ پڑھی بہار

ALL INDIA SIRAJUL ULOOM TRUST

Account No. 1409104000028051 IDBI Bank

Branch C-22A, Yamuna Vihar, New Delhi-110035 (India)

Mob: +91-9811759209

E-mail:

sirajululoom7@gmail.com

Web:

sirajululoomdelhi.com

پہلے سے پیادہ ہوئے اور خشوع اور خضوع جس قدر ہو سکے
فر و گزاشت نہ کرے اور عظمت مکان کی خیال کیے ہوئے
درود شریف پڑھتا ہوا چلے جب مدینہ مطہرہ میں داخل ہو
کہے۔ ”رب ادخلنی الخ“ اور باادب اور حضور قلب و دعا
اور درود شریف بہت پڑھے۔ وہاں جا بجا موقع قدم رسول
ﷺ ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں سوار نہیں
ہوتے تھے، فرماتے تھے کہ مجھ کو حیا آتی ہے کہ سواری کے
کھروں سے اس سرزمین کو پامال کروں کہ جس میں حبیب خدا
ﷺ چلے، پھرے ہوں، اور بعد تحیۃ المسجد کے سجدہ کرے کہ
اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اس کے نصیب کی، پھر روضہ کے پاس
حاضر ہو اور باادب تمام اور خشوع کھڑا ہو اور زیادہ قریب نہ ہو
اور دیوار کو ہاتھ نہ لگائے کہ محل ادب اور ہیبت ہے اور
حضرت ﷺ کی لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کیے
ہوئے تصور کرے اور کہے ”السلام علیک یا رسول اللہ“ اور بہت
پکار کر نہ بولے آہستہ خضوع اور ادب سے بہ نرمی عرض کرے۔

(الشہاب الثاقب، ص 50-49)

حدیث

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جب
انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کے ثواب کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، مگر تین چیزوں کے ثواب
کا سلسلہ مرنے کے بعد جاری رہتا ہے۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے نفع حاصل کیا
جائے (۳) نیک اولاد جو مرنے کے بعد اس کے لئے دعا کرے۔ (مسلم، ۲-۴۱)

اسلاف کے آخری لمحات

عابد صحابی سیدنا عبداللہ بن عمرؓ

علامہ مفتی امداد اللہ انور

حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں: جب حضرت ابن عمرؓ کی وفات کا وقت ہوا تو فرمایا: میں دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہیں کرتا، مگر تین چیزوں پر گرمیوں کی پیاس اور رات کو بیداری کی مشقت برداشت کر کے عبادت کے لیے جاگنا اور یہ کہ میں اس باغی گروہ کے ساتھ جنگ نہیں کر سکا جو ہم پر نازل ہوا ہے یعنی حجاج سے۔ (69)

حضرت ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت سالمؓ سے فرمایا: اے بیٹے! جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے حرم سے باہر دفن کرنا کیونکہ میں اس کو پسند نہیں کرتا، کہ میں اس میں دفن کیا جاؤں۔ بعد اس کے کہ میں ہجرت کر کے یہاں سے نکلا تھا تو انھوں نے کہا: اے ابا جان! اگر ہمیں اس پر قدرت ہوئی تو؟ انھوں نے فرمایا: جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں اس کو سنو۔ تم یہ کیوں کہتے ہو کہ اگر ہمیں اس پر قدرت ہوئی تو، تو آگے حضرت سالمؓ نے جواب دیا: حجاج ہم پر غالب آئے گا اور وہ آپ کی نماز جنازہ پڑھا دے گا اس پر حضرت ابن عمرؓ خاموش ہو گئے۔ (70)

حضرت سالمؓ فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے وصیت کی تھی کہ میں ان کو حرم سے باہر دفن کروں لیکن ہم اس پر قدرت نہ پاسکے تو ہم نے مہاجرین کے قبرستان میں ان کو حرم میں ایسی جگہ دفن کیا جہاں قریب قریب قبریں نہیں تھیں۔ (71)

☆☆☆

اصلاح معاشرہ

کچھ ادارہ

انداز سے اس کی سرکوبی بھی ہوئی، جب بھی جہل کے تاریک سائے ہاتھ پھیلائے علم کے نور نے ان ہاتھوں کو مروڑ دیا، اس طرح تخریب و تعمیر، خیر و شر، اصلاح و گمراہی اور ضلالت و ہدایت کے درمیان جو جنگ چھڑی اس کا سلسلہ آج تک کسی نہ کسی شکل میں باقی ہے اور شاید صبح قیامت تک یہ جنگ جاری رہے گی:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویٰ سے شرارِ بولہبی
چھٹی صدی عیسوی میں عرب معاشرہ بگاڑ کی اس منزل پر پہنچ گیا تھا جہاں سے چاروں طرف تباہی و بربادی کے بھیاں نکار دکھائی دے رہے تھے، تاریخ انسانی کا وہ دور سب سے تاریک ترین دور تھا جس میں انسانیت اور اخلاق و شرافت برائے نام بھی باقی نہ تھی، حدیث میں بزبان رسالت فرمایا گیا ہے۔ ان اللہ نظر علیٰ قلوب بنی آدم فمقتہم۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دلوں کو دیکھا اور (بوجہ گناہ و معصیت کے) وہ سخت برہم ہوا۔ رہبر اعظم جناب محمد رسول اللہ کی بعثت کا واحد منشا اصلاح معاشرہ ہی تھا

اصلاح معاشرہ کا عمل ازل سے جاری ہے چونکہ انسان کی فطرت میں شاید ناگزیر کجی واقع ہوئی ہے اور خالق کائنات کا منشا بھی شاید یہی تھا لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ انسانی فطرت کی اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے اس نے اول ہی دن سے نظم بھی کر دیا تھا، ایک طرف انسان بگاڑ کی راہ پر چلتا رہا، جہل و نادانی کی تاریک وادیوں میں بھٹکتا رہا، تو دوسری طرف اسے صحیح راہ پر چلانے کی سعی بھی ہوتی رہی، علم کی روشنی بھی اسے دکھائی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ جس دن انسان نے جنم لیا اسی دن سے اس کی رہنمائی کے لئے رہبر اور پیغمبر بھی آتے رہے، دنیا کا سب سے پہلا انسان نہ صرف انسان تھا بلکہ وہ پیغمبر بھی تھا انسانیت کے دوش بدوش پیغمبری بھی ایک ناگزیر ضرورت تھی، دونوں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ زندگی کا سفر طے کرتے رہے۔

آدمی نے کجروی اور گمراہی کی جو صورت جس انداز سے اختیار کی قدرت نے اسی انداز سے اس کی اصلاح کے لئے صورتیں بھی پیدا کر دیں، دنیا کی عمرانی تاریخ اس کا شاہد عمل ہے کہ جب بھی اس نے جس انداز سے سرکشی کی اسی

جاتی تھیں۔ تمدن، عدل، گستری اور آئین جہاں داری کے ایسے اصول و ضوابط مسلمانوں نے وضع کئے جنہیں دیکھ کر دنیا انگشت بہ دندان ہو گئی:

تمدن آفریں خلاق آئین جہاں داری وہ صحرائے عرب یعنی گلہ بانوں کا گہوارہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی فتح و کامرانی کا سب سے بڑا اسلحہ ایمان و عدل اور اصلاح تھا جس کی بدولت وہ اقوام عالم پر چھاتے چلے گئے، بڑے بڑے جابر حکمرانوں کو ان سے آنکھ ملانے کی جرأت نہ تھی باوجود اس کے کہ وہ دنیاوی کر وفر، حشم و خدم، جاہ و جلال سے عاری تھے۔ یہ ہے تصویر کا ایک رخ اب دوسرے رخ پر نظر ڈالنے ہلا کو و چنگیز اور ہٹلر و موسولینی جو آفتاب در بغل اور ماہتاب بر کف ہو کر افق عالم پر طلوع ہوئے تھے ان کی شکست خوردہ آوازیں تاریخ کے ایوانوں میں آج بھی گونج رہی ہیں۔ صفحہ تاریخ کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف چیخ چیخ کر ان کی شکستگی اور ناکامی و نامرادی کی داستانیں دہرا رہا ہے کہ انھوں نے دنیا میں قتل و غارتگری کا جو بازار گرم کیا تھا اور جو تباہی و بربادی مچائی تھی تاریخ انھیں کبھی معاف نہیں کر سکتی ہے۔ انھوں نے تخت و تاج کے لئے انسانی خون کی ندیاں بہادیں جن کے پیچھے صلاح و فلاح کا کوئی تصور کا فرمانہ تھا۔

☆☆☆

لیکن آپ نے اصلاح کے نام اور عنوان سے نہیں بلکہ ایمان و اسلام کے نام پر اصلاح کا فریضہ انجام دینا شروع کیا، در اصل ایمان اصلاح کے ایک جزو اعظم کی حیثیت رکھتا ہے، اس کوشش میں ہادی اعظم کی حکمت بالغہ کا اتنا بڑا دخل تھا جو اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ اس تحریک کا عنوان اگر اصلاح ہوتا تو شاید عرب معاشرہ کبھی بھی ایک مرکز پر متحد نہیں ہوتا مگر اس تحریک کا نام اصلاح کے بجائے ایمان رکھا گیا جو گونا گوں معارف و حقائق اور مصالح پر مبنی ہے جو دنیا و آخرت پر محیط ہے۔ اس مادی زندگی اور مابعد الطبعیاتی زندگی کے بہت سے مسائل حل کرتا ہے۔

اس طرح وہ اصلاحی تحریک جو آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل وادی غیر ذی زرع سے شروع کی گئی تھی۔ تاریخ شاہد ہے دنیا نے کھلی آنکھوں دیکھ لیا کہ تقریباً سو سال کے عرصے میں یورپ، ایشیا اور افریقہ کے بڑے بڑے ممالک میں انتہائی کامیابی کے ساتھ پھیل گئی، تاریخ کے سمندر میں سو سال کا قلیل عرصہ چند قطرے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا ہے لیکن اس قلیل مدت میں تقریباً نصف کرہ ارض پر مسلمانوں کا فاتحانہ پرچم لہرانے لگا تھا یہ ہماری تاریخ کا زریں باب ہے۔ اس اصلاح معاشرہ کے نتیجے میں بڑی بڑی حکومتوں کے تختے الٹ گئے۔ قیصر و کسریٰ کی جابر حکومتوں کے پرچے اڑ گئے جو اس دور میں دنیا کی سب سے طاقتور حکومتیں مانی

رسم و رواج

کھ بٹ اقلیم قدوائی

پیسوں میں وہ اپنے سارے بچوں کی شادیاں باسانی کر سکتے ہیں مگر معاشرتی خوف کے باعث ہمت نہیں کر پاتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کی شادیاں سادگی اور سنت کے مطابق کریں۔ کچھ ایسے دیندار گھرانے بھی دیکھنے میں آئے ہیں جو دین کی صحیح سمجھ بوجھ رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی ہیں، غلط رسومات کے خلاف بھی ہیں، شریعت پر چلنا بھی چاہتے ہیں، اسراف سے بچنا بھی چاہتے ہیں مگر یہ سب چاہ کر بھی اپنے آپ کو بے بس و مجبور پاتے ہیں کہ لوگ ان کا جینا دو بھر کر دیں گے:

”اب غریب اور متوسط گھرانے بھی شادی میں ہونے والی خرافات اور اسراف میں کسی سے پیچھے نہیں رہے ہیں، چاہے اس کے لیے انھیں اپنی زندگی بھر کی جمع پونجی لگانی پڑے یا پھر قرض ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے۔“

اگر لڑکے والے جہیز لینے سے انکار کریں اور سنت کے مطابق سادگی سے نکاح کرنا چاہیں تو پھر بھی لڑکی والے بضد ہوتے ہیں کہ وہ اس طرح اپنی بیٹی کو رخصت نہیں کر سکتے ہیں

شادیوں کا موسم ہے، بازاروں میں خریداروں کا رش بہت بڑھ گیا ہے۔ آج کل شادی کی تقریب کو یادگار بنانے کے لیے دل کھول کر پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔ کپڑوں کی تیاری کے لیے بہترین ڈیزائنرز اور مووی اور فوٹو شوٹ کے لیے نئی تکنیک کی سمجھ رکھنے والے مووی میکس کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ متمول گھرانے تو خیر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے، برادری اور دوست و احباب میں اپنی دھاک بٹھانے کے لیے ہر حد پار کر جاتے ہیں مگر اب غریب اور متوسط گھرانے بھی شادی میں ہونے والی خرافات اور اسراف میں کسی سے پیچھے نہیں رہے ہیں، چاہے اس کے لیے انھیں اپنی زندگی بھر کی جمع پونجی لگانی پڑے یا پھر قرض ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے کیونکہ اگر معاشرے میں رائج رسم و رواج کے مطابق اپنے بچوں کی شادیاں نہیں کی گئیں تو ہمیں معاشرے میں ان کی ناک نہ کٹ جائے اور خاندان والوں کے طعنے نہ سننے پڑ جائیں!

موجودہ دور میں لڑکے کے والدین ہوں یا لڑکی کے والدین، لوگوں کو خوش اور مطمئن کرنے کے لیے اپنے ایک بچے کی شادی پر جتنا خرچ کرتے ہیں اتنے یا اس سے آدھے

یتیم بچوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا معیوب نہیں ہے مگر ان کو معاشرے پر ایک بوجھ یا عضو معطل سمجھ لینا قطعاً درست نہیں ہے۔ معاشرے کا ہر فرد اپنی جگہ کا رآمد اور اہمیت کا حامل ہے۔ بہت سی بیوہ خواتین ایسی ہیں جنہوں نے شوہر کی وفات کے بعد شوہر کا کاروبار بھی سنبھالا، نوکری بھی کی اور اپنے بچوں کی احسن طریقے سے پرورش بھی کی اور ان کو معاشرے میں اعلیٰ مقام دلوا دیا ہے۔ عورت کم ہمت یا ناکارہ نہیں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی مردوں ہی کی طرح عقل اور سمجھ بوجھ دی ہے اس لیے جب بھی عورتوں پر کوئی مشکل وقت آتا ہے وہ بہت خوبی سے اس سے نکل آتی ہیں۔ ایک عورت بیک وقت ماں بھی بن جاتی ہے اور باپ بھی۔ ایک عورت ہی دوسری عورت کا دکھ اور درد محسوس کر سکتی ہے۔ میری تمام بہنوں سے گزارش ہے کہ بیوہ یا طلاق یافتہ خواتین کے ساتھ ہمدردی ضرور کریں مگر کبھی بھی ان کی تضحیک نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں حقوق اللہ سے زیادہ حقوق العباد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کو معاف فرمادیں گے مگر حقوق العباد کی ادائیگی میں کمی معاف نہیں ہوگی۔ تھوڑا کہے کو بہت جانے گا۔ اللہ تعالیٰ سب کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور بحیثیت ایک مسلمان ہم سب اپنی زندگیاں سنت کے مطابق گزاریں۔ آمین یا رب العالمین، اللہم آمین یا رب العالمین۔ ☆☆☆

کیونکہ وہ خاندان والوں کو کیا جواب دیں گے اگر انھیں شادی میں نہیں بلایا گیا تو؟

اس وقت ہمارے معاشرے کا یہ ایک بہت بڑا المیہ بن چکا ہے جس سے چھٹکارا پانا آسان نظر نہیں آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دین کی صحیح سمجھ بوجھ اور سنت محمدیؐ کے مطابق اپنے بچوں کی شادیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بات بھی ہوگئی ہے اب اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں ہندوستانی تہذیب اور رسم و رواج کی چھاپ کچھ ایسی پڑی ہے کہ شادی تو شادی اب بیوگی کی بھی رسمیں ادا کی جانے لگی ہیں۔ جب کوئی عورت بیوہ ہو جاتی ہے تو اس کو خاندان کی عورتیں باقاعدہ سفید دوپٹہ اوڑھاتی ہیں اور ناک میں پہنی ہوئی لونگ اتروادی جاتی ہے۔ عدت ختم ہونے کے بعد دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں خاندان کے لوگ شریک ہوتے ہیں اور بیوہ عورت کو تحائف دیئے جاتے ہیں۔ جتنی جس کی حیثیت ہوتی ہے اتنا ہی بڑا تحفہ دیا جاتا ہے۔ خاندان کی خواتین کا اظہار ہمدردی کا عجیب و غریب انداز اور بیچارگی والے جملے بیوہ خاتون کو مزید دکھی کر دیتے ہیں۔ موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ عالم الغیب ہیں۔ ہم بحیثیت انسان اللہ کی مصلحتوں کو نہیں سمجھ سکتے ہیں، اس لیے ہر حال میں راضی بہ رضار ہونا چاہیے۔ بیوہ خواتین اور



آئینہ اطفال

صحت کو نقصان دینے والی چیزوں سے بچیں

کچھ مولانا ارسلان

ہے کہ بچے ان چیزوں کو پیسے دے کر خریدتے ہیں اور پھر ان کی صحت بھی برباد ہو جاتی ہے یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے کوئی پیسے دے کر بیماری خرید لے تو ایسے شخص سے بڑا بے وقوف کون ہوگا؟ پیارے بچو! ہماری اب تک کی بات سے انشاء اللہ آپ کو اس بات کا تو اندازہ ہو چکا ہوگا کہ بچوں کے لئے بازاری چاکلیٹ، ٹوفیاں اور دوسری کھانے کی چیزیں نقصان دہ ہیں اس لئے آپ سب اچھے بچوں کی طرح اس بات کا عہد کر لیں کہ کچھ بھی ہو جائے لیکن آپ یہ بازاری چیزیں نہیں کھائیں گے اگر آپ کو بھوک لگے تو اپنے گھر کا پکا ہوا صاف ستھرا کھانا کھائیں۔ گھر کی بنی ہوئی چیز سب سے بہتر ہے، جب پیاس لگے تو صاف ستھرا پانی یا دودھ پیئیں اور گھر میں ہی موسمی پھلوں کے جوس بنا کر پیئیں پہلے زمانے کے بزرگ بے نمازی کے ہاتھ کی بنی ہوئی کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ بازار کے کھانوں اور چیزوں میں برکت کم ہوتی ہے اگر کسی گناہ گار کے ہاتھ کی بنی ہوئی کوئی چیز کھائیں گے تو اس کے آپ پر اچھے اثرات نہیں پڑیں گے۔ اللہ پاک آپ کی صحت اور ایمان کی حفاظت فرمائے۔

☆☆☆

پیارے بچو! آج کل تقریباً ہر دوسرے بچے کو بازاری چیزیں کھانے کا شوق ہے، طرح طرح کی ٹافیاں، چاکلیٹ، پاڑ اور جیلیوں سے دکانیں بھری ہوئی ہیں اور بچے شوق سے انہیں خرید کر کھاتے ہیں بعض بچے ایسے ہوتے ہیں جو روٹی اور کھانا کم کھاتے ہیں اور یہ فضول چیزیں پاڑ اور چاکلیٹ وغیرہ زیادہ کھاتے ہیں لیکن پیارے بچو! آپ کو شاید اندازہ نہیں کہ یہ سب چیزیں صحت کو کس قدر نقصان پہنچاتی ہیں۔ ان ہی چیزوں کے کھانے سے بچوں کے دانت خراب ہو جاتے ہیں ان میں کیڑے لگ جاتے ہیں اور دانتوں میں درد رہتا ہے اسی طرح جو بچے یہ چیزیں زیادہ کھاتے ہیں وہ پیٹ کی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں بعض بچوں کا ان چیزوں کے کھانے سے گلا خراب ہو جاتا ہے اصل میں بچو! آپ کی یہ چیزیں تیار کرنے والے صحت اور تندرستی کا خیال تو رکھتے نہیں، بلکہ وہ تو اس کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ چیزیں خوب ذائقہ اور لذت والی بن جائیں تاکہ بچے زیادہ سے زیادہ ان چیزوں کو خرید کر کھائیں۔

بازاری کھانے والی چیزوں سے پرہیز کریں:

پیارے بچو! ہم پوچھتے ہیں کہ بھلا یہ کوئی عقل کی بات

بقیہ: طب و صحت

سینے میں جے بلغم کو بھی خارج ہونے میں مدد ملتی ہے، بھاپ لینے سے فلو کی شدت کے باعث تکلیف میں واضح فرق پڑتا ہے اور فلو کے سبب ہونے والے سردی میں بھی آرام آتا ہے۔

زنک کا استعمال

زنک کے استعمال سے انسانی جسم میں قدرتی طور پر بیماریوں سے لڑنے والے خلیات کی افزائش ہوتی ہے، خون میں اینٹی باڈیز کے بننے کے باعث انسان جراثیم سے محفوظ رہتا ہے، قوت مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے، ایک تحقیق کے نتائج کے مطابق زنک کے استعمال سے وائرل فلو اور زکام کی شدت میں کمی آتی ہے۔

سبز چائے، جڑی بوٹیوں کی چائے کا استعمال

موسم سرما کے آتے ہی سبز چائے کا استعمال بڑھادینا چاہیے، سبز چائے میں اگرادرک، لیموں کا رس، دارچینی لونگ یا اپنی پسند کا کوئی بھی گرم مسالہ بھی شامل کر لیا جائے تو سبز چائے کی افادیت بڑھ جاتی ہے اور مدافعتی نظام مضبوط ہوتا ہے۔ یا صرف پانی میں ادرک، دارچینی یا لونگ کو ابال کر استعمال کر لیا جائے تو نزلہ زکام میں کمی آتی ہے اور سانس کی نالی صاف ہو جاتی ہے۔



بقیہ: موت دنیا کے فانی ہونے کا احساس بیدار کرتی ہے

کوچ کر جائیں گے، اس موقع پر عاطف احمد سہروردی ایڈوکیٹ سپریم کورٹ نے تمام احباب و متعلقین و ائمہ مساجد سے اپیل کی کہ مرحوم کے لئے اپنے گھروں میں دعائے مغفرت و ایصال ثواب کا اہتمام کریں۔

جامعہ عربیہ سراج العلوم راجیونگر منڈولی دہلی۔ 93 کی شیخ الہند منزل میں اس مجلس کا آغاز عزیز محمد حسن عظیم الدین واعظ کی تلاوت سے ہوا، نظامت کے فرائض خود بندہ نے انجام دیئے اس موقع پر تمام حاضرین نے قرآن مجید پڑھ کر مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کیا۔ آخر میں بندہ کی پرسوز دعاء پر مجلس کا اختتام ہوا جامعہ ہذا کے طلبہ، اساتذہ کے علاوہ اہل محلہ نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔

25 نومبر 2020ء کو دہلی گیٹ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، شرکا مجلس میں مفتی محمد ازہد قاسمی، مفتی محمد موسیٰ قاسمی، مولانا مہتاب عالم ندوی، مولانا ظفر احمد ندوی، قاری محمد مرشد، حافظ محمد عثمان فاروق، حاجی عبدالرحیم، محمد اسحاق مستری، ماسٹر آس محمد، محمد شوقین سیفی، محمد توفیق فاروقی، محمد تمیز الدین فاروقی، محمد عمران، محمد سلیم سیفی وغیرہم کے نام قابل ذکر ہیں۔





آئینہ طب و صحت

بدلتے موسم میں وائرل انفیکشن سے بچنے کے طریقے

ادارہ

موسم سرما کی آمد آمد ہے اور موسم کے بدلتے ہی کمزور قوت

افادیت بڑھ جاتی ہے۔ موسم کے بدلتے ہی خشک ہواؤں کے چلنے کے دوران نیم گرم پانی سے غراؤں کو عادت بنالینا چاہیے، اس سے وائرل فلو کے خدشات میں کمی آتی ہے۔ فلو سے متاثر انسان کے استعمال کرنے سے سانس لینے میں آسانی اور مریض جلد صحت یاب ہو جاتا ہے۔

پانی کا استعمال

موسم کے بدلنے کے دوران زیادہ سے زیادہ پانی کا استعمال کریں۔ طبی ماہرین ٹھنڈے کے بجائے سادہ یا نیم گرم پانی پینا تجویز کرتے ہیں، وائرل یا کسی بھی قسم کے انفیکشن کے دوران پانی کا استعمال زیادہ سے زیادہ کرنے سے نزلہ، زکام کی شدت میں کمی آتی ہے۔

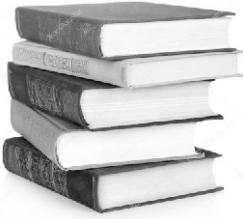
بھاپ کا استعمال

نزلہ، زکام اور فلو کے دوران ناک بند ہو جاتی ہے جس کے سبب سانس لینے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بھاپ لینے سے صرف ناک کھلتی ہے بلکہ (بقیہ 44 پر)

مدافعت رکھنے والے افراد بوڑھے، بچے اور جوان سب ہی بیماریوں میں گھرنے لگتے ہیں جبکہ کچھ عادات اپنا کر ان بیماریوں کی شدت میں کمی لائی جاسکتی ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق موسم کے بدلتے ہی جلدی انفیکشن، نزلہ، زکام اور بخاری شکایات میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ہر دوسرا انسان بدلتے موسم سے متاثر ہوتا ہے، وائرل فلو اور نزلہ زکام کے لیے کوئی موثر دوا موجود نہیں ہے مگر اس سے بچنے اور علامات کی شدت میں کمی لانے کے لیے کچھ احتیاطی تدابیر اپنا کر ریلیف حاصل کیا جاسکتا ہے۔ وائرل فلو سے بچنے یا متاثر ہونے کے بعد علامات میں شدت لانے کے لیے کچھ آسان ترین طریقے مندرجہ ذیل ہیں:

نیم گرم پانی سے غراؤ کریں

نیم گرم پانی سے غراؤ کرنے سے گلے کی خراشوں، سوجن، بلغم اور سانس لینے میں دشواری میں کمی آتی ہے۔ نیم گرم پانی میں اگر تھوڑا سا نمک ملا کر استعمال کیا جائے تو نیم گرم پانی کی



دینی مسائل

آئینہ فقہ و فتاویٰ

پیشہ مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: ایک کالونی میں کچھ مسلمان رہتے ہیں، وہاں مسجد نہیں ہے، تمام لوگ سرکاری ملازم ہیں، اتوار کو ایک صاحب کے مکان پر سب جمع ہوتے ہیں تاکہ دین کی باتیں ہوں، اس مکان کے ایک کمرہ میں سب جماعت سے اس دن نماز ادا کرتے ہیں، صاحب مکان نے وقتاً فوقتاً آنے والے اور خود اپنے گھر والوں کے لیے نماز پڑھنے کے لیے اس کمرہ کو خاص کر دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس کمرہ کی حیثیت مسجد کی ہوگئی ہے؟ کیا اس پر مسجد کے احکام جاری ہوں گے؟ بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ یہ مسجد ہے اس لیے مسجد کے احکام نافذ ہوں گے۔

جواب: صاحب مکان نے اس کمرہ کو اگر مسجد کی نیت سے نماز کے لیے خاص کیا ہے اور لوگوں کو اسی مقصد سے نماز ادا کرنے کی اجازت دی ہے تو یہ کمرہ مسجد شرعی ہوگی اور مسجد کے احکام اس پر نافذ ہوں گے لیکن اگر اس کمرہ کو اپنی ملکیت میں باقی رکھتے ہوئے محض نماز ادا کرنے کے لیے خاص کیا ہے تو یہ مسجد شرعی نہیں کہلائے گی اور مسجد کے احکام اس پر نافذ نہیں ہوں گے۔ (رد المحتار ۴/۱۳۳)

سوال: ایک مسجد کے صحن میں قبر واقع ہے، قبر کو پاٹ کر اگر مسجد میں داخل کیا جائے تو اس پاٹے ہوئے حصہ پر مسجد کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟ اور اس پر نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب: جس قدر زمین قبر کی ہے اتنی زمین پر نماز نہیں پڑھی جائے گی، ہاں اگر چھت پاٹ کر بالائی حصے میں نماز پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ ۳۲/۵)

سوال: ایک مسجد کے کرائے کے مکانات اور دکانیں ہیں اور ان کی آمدنی آئے دن بڑھتی جا رہی ہے، مسجد کے اخراجات سے

مگر قبر اور اس کے اوپر کا حصہ مسجد میں داخل نہیں ہوگا اور نہ مسجد کا ثواب ہوگا۔ (رد المحتار ۴/۳۵۳) ☆☆☆



ملکی و عالمی خبریں

آئینہ اخبار

ادارہ

میں پیش کی جانے والی پہلی قرارداد میں اس بات پر زور دیا گیا کہ صیہونی ٹولے نے 1967 میں شام کے اس علاقے پر ناجائز قبضہ جمایا ہے، یہ قرارداد مخالف اور باسٹھ سفید وٹوں کے مقابلے میں اٹھاسی وٹوں سے منظور کی گئی، اس کے علاوہ فلسطین کی حمایت میں چار قراردادیں منظور کی گئی، جن میں فلسطین کے سلسلے میں اقوام متحدہ کی ذمہ داریوں پر زور دینے جانے کے علاوہ مسئلہ فلسطین کو پر امن طریقے سے حل کرنے اور فلسطین کے مقبوضہ علاقوں میں جاری صیہونی آبادکاری اور بستیوں کی تعمیر کے غیر قانونی ہونے پر زور دیا گیا ہے۔

عراق - سعودی کے مابین تین دہائیوں سے بند سرحد کھلی

عراق اور سعودی عرب کے مابین گزشتہ تین دہائیوں سے بند پڑی ریگستان میں واقع ارار سرحد کو دونوں ممالک کے مابین نزدیکی کا روباری تعلقات کے لیے بدھ کو پھر سے کھول دیا گیا۔ عراقی بارڈر پورٹ کمیشن کے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ اعلیٰ عہدہ پر تعینات حکام کے ایک عراقی وفد کی قیادت وزیر داخلہ او تھمین الغنیمی اور ایک سعودی نے سرحدی علاقہ میں منعقدہ ایک تقریب میں حصہ لے کر سرحد کو کھولے جانے کا اعلان کیا۔ (یو این آئی) ☆☆☆

ہندوستان زبردست معاشی بحران کی گرفت میں

کورونا وبا کے درمیان جمعہ کو دوسری سہ ماہی پڑنی جی ڈی پی شرح ترقی کے اعداد و شمار جاری کیے گئے، مرکزی وزارت کے مطابق رواں مالی سال 2020-21 کی دوسری سہ ماہی یعنی جولائی - ستمبر کے دوران ہندوستانی معیشت کی شرح ترقی منفی میں 7.5 فیصد درج کی گئی، یہ اعداد و شمار ملک کی معیشت کے لیے اچھی علامت نہیں ہیں۔ رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں ملک کی معیشت میں تقریباً 24 فیصد کی زبردست گراؤ درج کی گئی۔ اگر تازہ اعداد و شمار کا پہلی سہ ماہی سے موازنہ کریں تو معیشت میں کچھ بہتری ضرور ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود نگیٹو میں گروتھ ریٹ جانا معیشت کے لیے مثبت اشارے نہیں ہیں۔ (قومی آواز بیورو)

فلسطین اور شام کی حمایت میں قراردادیں

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے فلسطین اور شام کے علاقے جولان کی حمایت میں پیش کی جانے والی پانچ تجاویز کو منظور کر لیا، اقوام متحدہ نے یہ اقدام فلسطینی عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کے عالمی دن یعنی 29 نومبر کی مناسبت سے ہونے والے ایک اجلاس کے دوران کیا، شام کے مقبوضہ علاقے کے سلسلے

موت دنیا کے فانی ہونے کا احساس بیدار کرتی ہے

کچھ (قاری) محمد فاروق جامعی

قضا نہیں کرتے تھے۔

مرحوم بابری مسجد، طلاق تلاش، نکاح ثانی اور فتویٰ پر پابندی جیسے اہم مسائل کے علاوہ ہر محاذ پر ملت اسلامیہ ہند کی سپریم کورٹ میں نمائندگی کر نیوالے وکیل تھے۔ وہ کئی دنوں سے کووڈ-19 جیسی ہلاکت خیز بیماری (کرونا) کی زد میں تھے۔ 24 نومبر 2020ء بروز منگل شام 4 بجے گروگرام کے میداننا ہسپتال میں انہوں نے آخری سانس لی، ہم دعاء گوہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے، اور امت کو ان کا بہتر نعم البدل عطا فرمائے۔ (آمین)

جامعہ عربیہ سراج العلوم سے والہانہ تعلق

بندہ کا تعارف والد محترم جناب حاجی محمد واعظ صاحب کے ذریعہ ہوا، مجھے یاد ہے کہ پہلی ملاقات ۱۹۹۳ کے شروع میں ان کے ہمراہ ان کی رہائش گاہ دلشاد گارڈن میں ہوئی تھی، ان سے بہت گہرا قلبی تعلق تھا، ان کے گھر آمد و رفت اس طرح تھا گویا کہ وہ ان کے گھر کی فرد ہیں، لیکن کیا معلوم تھا کہ اتنی جلدی ہمارے درمیان سے اپنے رب کی طرف (بقیہ 44 پر)

انسان زندگی کی بے ثباتی کا تقریباً ہر روز مشاہدہ کرتا رہتا ہے، کسی نہ کسی کی موت کی خبر اس کے کانوں سے ٹکراتی ہے اور دنیا کے فانی ہونے کا احساس بیدار کرتی ہے، پھر بھی انسان غفلت کی چادر تانے آخرت کی جوابدہی سے بے پرواہ زندگی گزارنے میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اور بقیہ زندگی اپنے حکم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

خادم جامعہ عربیہ سراج العلوم راجیو نگر منڈولی دہلی-93 نے سپریم کورٹ کے معروف ایڈوکیٹ جناب سید شکیل احمد کے سانحہ ارتحال پر تعزیتی مجلس منعقد کی، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ممبر، الجمعیتہ بکڈ پو کے ذمہ دار اور جمعیتہ علماء ہند کی مجلس عاملہ کے رکن سید شکیل احمد صاحب کے اوصاف حسنہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ وہ نہایت وضع دار، شریف النفس، غریب پرور، خوش مزاج، نرم گفتار اور اعلیٰ کردار کی حامل شخصیت کے مالک تھے، آپ سپریم کورٹ کے مایہ ناز وکیل ہونے کے ساتھ دیندار اور علماء کے بڑے قدرداں تھے اور موصوف کے اوصاف حسنہ میں سب سے بڑی یہ بات تھی کہ کتنا ہی بڑا معاملہ ہو کبھی نماز

امت مسلمہ کے عائلی مسائل جیسے نکاح، طلاق، خلع اور وراثت سے متعلق شرعی احکام سے واقفیت کے لئے ماہنامہ آئینہ حق کا خصوصی شمارہ

اشتہار

مسلم پرسنل لاء نمبر

جس کا مطالعہ ہر گھر اور ہر فرد کے لئے از حد ضروری ہے



صفحات: 312

سائز: 7.25 by 10.25

رعایتی قیمت 200 (ڈاک خرچ کے علاوہ)

محسن ملت حضرت مولانا اسرار الحق قاسمی (ایم پی) کی حیات و خدمات پر ماہنامہ آئینہ حق دہلی کی ایک وسیع دستاویزی پیشکش

محسن ملت نمبر



مطالعہ میں ضرور رکھیں

صفحات: 278

سائز: 7.30 by 09.75

رعایتی قیمت 200 (ڈاک خرچ کے علاوہ)

جلدی رابطہ کریں ایڈیشن محدود ہے

نوٹ: قارئین کے لئے بہتر ہے کہ رجسٹرڈ ڈاک سے منگوائیں سادی ڈاک سے منگوانے کی صورت میں اگر موصول نہ ہو سکا تو ادارہ دوبارہ بھیجنے سے قاصر ہوگا۔ رابطہ نمبر 8586838060

DL(E)-20/5526/2020-22

R.N.I.No.DELURD/2001/03171

Monthly **AAINA-E-HAQUE** Delhi

Date of Issue : 09/10 December-2020

Volume : 20

Issue No. : 12

December-2020

ماہنامہ آئینہ حق دہلی کی فخریہ پیشکش

شہید بابری مسجد نمبر



بہت جلد منصفہ شہود پر رونما ہونے والا ہے
جس میں آپ ملاحظہ کریں گے بابری مسجد

شہادت کے بعد

شہادت سے پہلے

اور سپریم کورٹ کے حقائق کے خلاف فیصلے کی تفصیلات
اور دیگر مبنی بر صداقت تحریریں اور مقالات

اس تاریخی خصوصی نمبر سے آپ محروم نہ ہوں اس لئے اپنا آرڈر جلد کرائیں

Monthly **AAINA-E-HAQUE** ,Delhi

C.18, 2nd Floor, Street No.01, Rajiv Nagar, Mandoli, Delhi-110093 (India)

E-mail: aainaehaque80@gmail.com, Mob:+91-8586838060 09811759209